رات کالا کفن
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

SCAN BY

MUHAMMAD ARSHAD

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

رات کا کالا کفن

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب و پیشکش

محمد ارشد

پاکستان ورچوئل لائبریری

فہرست

- راجکماری رتنا اور وشوا ناتھ
- رات کا کالا کفن
- راجکماری کی تلاش
- ماریا اور رفا ورڈ کیس
- گمشدہ صحرا کی تباہی

قیمت : چھ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

طبع اول

تعداد [illegible] ایک ہزار

قیمت

[illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عمران، کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے

مشترکہ کارناموں پر مشتمل ناول

مصنف
مقصود ایاز

★ مصنوعی چہرے ★ فرینڈز پیراڈائز

★ ہینڈز آف ڈیتھ ★ حمیدی کی لاش

★ پتھر کا دل لوہے کا جگر ★ نیل کی ناگن

★ زیرو لینڈ کا قیدی ۱ ★ زیرو لینڈ کا قیدی ۲

★ خونی ہیرے ★ منگو ★ سازش کا جال

★ فولاد کے ہاتھ

جلد شائع ہو رہے ہیں

پتا مکتبہ اقراء ۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور نمبر ۸

راجکماری رتنا اور وشوا ناتھ

ھیری اور تھامسن کھانا کھا چکے تو دوبارہ دونوں لڑکیوں کو باندھ کر اُن کو تھیلوں میں بند کیا اور اپنے گھوڑوں پر لاد دیا۔ ماریا نے بھی ان کے پیچھے جانے کی تیاری کی۔ اب دونوں کے گھوڑے جو گھاس اور پانی پی کر اور تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھر تازہ دم ہو چکے تھے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ ماریا نے بھی اُن کے تعاقب میں دوڑنا شروع کر دیا۔ اور آخر یہ سفر دور دراز کے ایک قصبے میں جا کر ختم ہوا۔ جہاں قصبے سے باہر ایک پرانی سی حویلی کے باہر اِس حویلی کے مالک پیٹرسن نے ان کا استقبال کیا۔ حویلی کے گرد خود رو جھاڑیوں کا ایک اچھا خاصا جنگل سا بنا ہوا تھا۔ جن میں زیادہ تر بیری اور دوسری کانٹے دار جھاڑیوں کی بہتات تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حویلی کے مالک کو اِس حویلی کی آرائش اور زیبائش سے کوئی دلچسپی نہیں۔ حویلی کے آثار بھی بتاتے تھے کہ قدیم زمانے کی بنی ہوئی اس عمارت کی عرصہ دراز سے کوئی مرمت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں تھیلے اتارے اور انہیں کندھوں پر لادے ہوئے اپنے میزبان کی قیادت میں حویلی کے اندر داخل ہو گئے۔

ماریا نے چند لمحے ٹھہر کر حویلی کے گرد و نواح کا جائزہ لیا اور پھر حویلی کے اندر چلی گئی۔ ایک بڑے سے ہال کمرے میں دیواروں سے درندوں کی کھالیں لٹک رہی تھیں جو کئی جگہ سے پھٹ گئی تھیں۔ جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ کسی نے ان کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی۔ حالانکہ یہ نہایت قیمتی اور کمیاب کھالیں تھیں۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ضرور اس حویلی کے کسی مالک کو شکار سے گہرا لگاؤ رہا ہے۔ کیونکہ انگیٹھی کے اوپر مختلف قسم کے شکاری ہتھیار موجود تھے۔ زمین پر نہایت قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ جس پر شیر کے شکار کا ایک منظر بنا ہوا تھا۔ کمرے میں نقشین اخروٹ کی لکڑی سے بنا ہوا پرانی وضع کا فرنیچر پڑا تھا۔ انگیٹھی میں آگ جل رہی تھی اور دیوار پر چربی کے چراغ روشن تھے۔ جن کی لو اور دھواں ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ ہیری اور تھامسن نے دونوں لڑکیوں کو تھیلوں کی قید سے آزاد کر دیا تھا۔ اور پیٹرسن انہیں اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے قصاب بکرے خریدتے وقت اُس کے گوشت اور چربی کا اندازہ لگاتا ہے۔ پیٹرسن کی آنکھیں ویران ویران سی تھیں۔ جن میں عیاری مکاری کی چمک کے بجائے حسرت و ملال کی پرچھائیں نظر آ رہی تھیں۔ ایک ادھیڑ عمر لیکن نہایت تندرست حبشی عورت سیاہ رنگ اور موٹے موٹے ہونٹ

اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں جن میں سفاکی کی جھلک صاف طور پر نظر آ رہی تھی اور اس کے قوی بازوؤں کی مچھلیاں بتا رہی تھیں کہ بدن کسرتی اور بہت مضبوط ہے۔ ہاتھوں میں کافی کی ٹرے لے کر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرے رکھنے کے بعد باغور ماحول کا جائزہ لیا۔ اور بغیر کچھ کہے ہال سے نکل گئی۔ پیٹرسن نے کافی بناتے ہوئے کہا۔ اب کے بڑی دیر لگا دی ہیری۔ تم تو جانتے ہو مجھے تمہارا کتنا انتظار رہتا ہے۔ وہ اس انداز میں بول رہا تھا جیسے کئی سال پرانا مردہ ہو۔ نا جانے کس نے اس شخص کے ہونٹوں کی مسکراہٹ چھین لی تھی۔ ہیری نے پہلی مرتبہ اسے ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کیا اور کہا کہ تم جانتے ہو۔ پولیس ان اغوا کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے حرکت میں آ گئی ہے۔ ایسے میں جب قانون جاگ رہا ہو اسے دھوکہ دے کر کوئی بھی واردات کرنا انتہائی مشکل بات ہے۔ پھر بھی ہم روپے کے لالچ میں اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ اسی لئے تو میں نے تمہاری بڑھتی ہوئی ضروریات کے باوجود کبھی اپنا ہاتھ تنگ نہیں کیا۔ دولت کی میری نظر میں کوئی اہمیت نہیں۔ وقعت ہے تو اپنی ضروریات کی ہے۔ یہ کہہ کر ڈاکٹر نے پھر لڑکیوں کی طرف دیکھا۔ جو دہشت کے مارے زرد ہو رہی تھیں۔ اور تھر تھر کانپ رہی تھیں اور اطمینان سے کہا بیٹھ جاؤ لڑکیو۔ تمہیں یقیناً گرم کافی کی ضرورت ہے اور مجھے تمہاری صحت کی۔ بیمار لڑکیاں میرے کسی کام کی بھی نہیں۔ لڑکیوں کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور گھٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھٹی سسکیوں کے ساتھ اُن کے آنسو باہر چھلک گئے۔ ماریا کو ان دونوں پر بہت رحم آیا۔ لیکن وہ بغیر کچھ معلوم کئے ہوئے کہ یہاں کس قسم کے جرائم ہو رہے ہیں ان لوگوں کو ہوشیار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لہذا اس نے نہایت صبر سے کام لیا۔ پیٹرسن نے دونوں لڑکیوں کو پیار سے بٹھایا اور کافی کے ساتھ ساتھ مکھن لگا کر دونوں کو سلائس بھی دیئے۔ لڑکیاں نا جانے کب سے بھوکی تھیں صبر اور جبر کر کے کھانے لگیں۔ ان کی حالت اس بکرے کی مانند تھی جس کے سامنے چھری چمک رہی ہو۔ پیٹرسن نے اپنے پرس سے نکال کر نوٹوں کی گڈیاں ہیری کے سامنے پھینک دیں۔ ہیری نے شکریہ ادا کیا اور رخصتی کے انداز میں ہاتھ ملایا۔ پیٹرسن نے کہا رات ہو چکی ہے۔ اگر تم لوگ ٹھہرنا پسند کرو تو تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے۔ ہیری نے کہا نہیں ڈاکٹر اب ہمیں رخصت ہو جانا چاہیئے۔ ہمارے لئے رات اور دن میں کوئی فرق نہیں اور تم جانتے ہی ہو کہ ہم کوئی اچھے آدمی بھی نہیں۔ پیٹرسن نے مشفقانہ انداز میں ان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ ہیری اور تھامسن ہاتھ ملا کر رخصت ہوئے۔ ماریا نے دیکھا شکاری اپنا کام کر کے ایک دفعہ پھر جا رہے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ ہی باہر آ گئی۔ دونوں بدمعاش اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اُن کی راسیں ڈھیلی چھوڑ دیں جو ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ ماریا نے ان کا پیچھا کیا۔ وہ سوچ

رہی تھی اُسے شکار کو زیادہ دور نہیں جانے دینا چاہیئے کیونکہ اسے پھر اسی حویلی میں لڑکیوں کے لئے واپس آنا تھا۔ اس نے حویلی ہی سے ایک رسی حاصل کر لی تھی۔ وہ راستے کو چھوڑ کر جھاڑیوں میں راستہ بناتی ہوئی ان سے آگے نکل گئی اور اندھیرے میں کچے راستے پر دو رویہ قطاروں میں اُگے درختوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسی کا ایک سرا درخت سے باندھ دیا اور دوسرے سرے کو ہاتھ میں لے کر راستے کی دوسری طرف پار جا کر درخت کے پاس کھڑی ہو گئی۔ جونہی دونوں کے گھوڑے سرپٹ قریب آئے اس نے ایک دم رسی کو کھینچ لیا۔ گھوڑے جو سرپٹ جا رہے تھے اچانک اپنے سامنے رسی کی رکاوٹ کو دیکھ کر اپنی رفتار کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکے اور رسی سے اُلجھ کر قلابازی کھا گئے۔ دونوں سوار بھی کئی قلابازیاں کھاتے ہوئے دُور جا گرے۔ ماریا نے درخت کی ایک ٹوٹی ہوئی خشک گز بھر لمبی ٹہنی جو زمین پر پڑی تھی اُٹھا لی۔ اور دونوں کے اُٹھنے کا انتظار کرنے لگی۔ پہل ہیری نے کی اور کہا۔ تھامسن تم ٹھیک ہو نا؟ تھامسن نے اپنی کمر سہلاتے ہوئے کہا معمولی چوٹ ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔ ہیری نے کہا جانے گھوڑوں کو کیا ہو پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ہم اکثر راتوں میں جنگل کا سفر کرتے ہیں تھامسن نے کہا ذرا اُن کی بھی خبر لو۔ دونوں ایک ساتھ گھوڑوں کے پاس آئے۔ جن میں سے ایک کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ دوسرا قریب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہی کھڑا ہانپ رہا تھا۔ اور ٹھیک تھا۔ ہیری نے کہا یہ تو بہت بُرا ہُوا۔ ایک گھوڑا تو بیکار ہو گیا اب اسی پر دونوں کو سفر کرنا کرنا ہو گا۔ تھامسن نے مشورہ دیا۔ کیوں نہ واپس جا کر ڈاکٹر سے گھوڑا حاصل کیا جائے۔ لیکن ہیری نے اس کی مخالفت کی اور کہا میں نے زندگی میں کبھی پیچھے قدم ہٹانا نہیں سیکھا۔ اب جلدی سے میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ ہم دونوں ہی اس گھوڑے پر سفر کریں گے۔ یہ اتنا کمزور بھی نہیں کہ دونوں کا بوجھ نہ اٹھا سکے۔ وہ دونوں چل کر گھوڑے کی طرف آئے۔ لیکن ماریا نے اس دوران تین چار ڈنڈے گھوڑے کو مارے اور گھوڑا کسی کو سامنے نہ دیکھ کر ڈر کر زور سے ہنہنایا اور ایک طرف منہ کر کے بھاگ نکلا۔ دونوں نے حیرت سے گھوڑے کو سرپٹ جاتے دیکھا اور ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ہیری نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ یہ آج کیسے واقعات ہمارے ساتھ پیش آ رہے ہیں تھامسن۔ اب ہمیں مجبوراً رات یہاں گذارنی پڑے گی۔ دن کی روشنی میں گھوڑے کو تلاش کر لیں گے۔ ماریا نے ہیری اور تھامسن کو دیکھا جو سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ تھامسن نے کہا ہیری میرا خیال ہے ہم نے ڈاکٹر کے ہاں قیام نہ کر کے غلطی کی ہے یہاں ضرور کسی جن بھوت کا بسیرا ہے۔ ہیری نے قہقہہ لگایا اور کہا ہم سے بڑا بھوت بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ بیوقوف بھوت نام کی کوئی شے بھی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ چلو سو جاؤ۔ ماریا نے دیکھا ہیری

کے سر پر ایک ڈنڈا رسید کیا۔ ہیری کو چکر آ گیا اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ تھامسن نے کہا ہیری تم ٹھیک تو ہو کیا ہُوا۔ دوسرا ڈنڈا ماریا کا تھامسن کے سر پر پڑا اس سے پہلے کہ تھامسن سنبھلتا ہیری نے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا۔ اور کہا لالچی کتے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا زر دیکھ کر تیری نیت بدل گئی ہے۔ اب سمجھ گیا یہ سب کچھ تیری سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہوا ہے۔ ضرور تو نے ہی گھوڑوں کے ساتھ کوئی شرارت کی ہے اور اب میرے سر پر ڈنڈا مارا ہے۔ تھامسن نے کہا تم ہوش میں تو ہو اگر میں نے تمہارے سر پر ڈنڈا مارا ہے تو میرے سر پر کس نے ڈنڈا مارا ہے۔ ہیری نے کہا تم جھوٹ بکتے ہو۔

دونوں میں اسی بات پر تکرار بڑھتے بڑھتے لڑائی کی صورت اختیار کر گئی اور دونوں نے خنجر نکال لئے۔ پھر زندگی اور موت کی یہ لڑائی بڑی ہی خوفناک تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ دونوں کے جسموں پر خنجر کے کئی گھاؤ لگ چکے تھے اور پھر دونوں ہی ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ ماریا یہ تماشا دیکھتی رہی تھی۔ اور ان پر تھوکتے ہوئے واپس حویلی کی طرف لوٹ گئی۔

O

ناگ تیزی سے اڑتا جا رہا تھا کہ ایک صحرا سے اس کا گزر ہُوا۔ اس نے زمین پر نگاہ کی ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گھوڑا بھاگا جارہا تھا اور اس کی کمر پر ایک لاش پڑی تھی۔ ناگ نے جب یہ منظر دیکھا تو اسے خیال آیا۔ ممکن ہے یہ آدمی زخمی ہو اور اسے میری ضرورت ہو مجھے معلوم کرنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ تیزی سے گھوڑے کی طرف اڑتا ہوا آیا اور تھوڑا آگے جا کر اتر گیا اور انسان کی صورت اختیار کی اور گھوڑے کو روک لیا۔ کوئی آدمی اوندھا پڑا تھا ناگ نے جلدی سے اسے سیدھا کیا اس کے سینے میں خنجر لگا ہوا تھا اور ہاتھ میں کوئی کھال تہہ کر کے پکڑی ہوئی تھی ناگ نے اس کی نبض دیکھی جو بہت ہی آہستہ چل رہی تھی۔ ناگ نے اسے گھوڑے سے اتار کر ریت کے ٹیلے پر لٹا دیا۔ ایک بوڑھا جھریوں سے اٹا ہوا چہرہ جس میں زمانے کے نشیب و فراز نمایاں تھے۔ کشادہ پیشانی اور موٹی موٹی آنکھیں چہرے پر بے ترتیب سی داڑھی اور لمبے سفید بال لٹوں کی صورت میں جن کو بکھرنے سے بچانے کے لئے سر پہ سرخ رنگ کا ایک کپڑا باندھا ہوا تھا۔ ایک لمبا سا جبہ اس کے بدن پر موجود تھا۔ ناگ جھک کر سوچ رہا تھا کہ کسی صورت خنجر اس کے سینے سے نکال دیا جائے۔ اس نے خنجر کے دستے کو پکڑ کر ہلایا ہی تھا کہ ایک کراہ کے ساتھ بوڑھے نے اپنی بے نور سی آنکھیں کھول کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اس کی حالت اس کشتی کی مانند معلوم ہو رہی تھی جو بھنور میں ڈوبنے سے پہلے آخری بار پانی کی سطح پر آتی ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے غرق ہو جاتی ہے۔

بوڑھے نے غور سے ناگ کی طرف دیکھا اور بڑی ہی نحیف آواز میں کہا تم کون ہو؟

ناگ نے کہا آپ کا دوست اور ہمدرد ہوں دشمن نہیں۔ بوڑھے نے پیاس سے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر تر کیا اور کہا مصری معلوم ہوتے ہو۔ ناگ نے کہا ہاں مصر کا قدیم رہنے والا ہوں۔ کئی پشتیں اسی سرزمین پر گزری ہیں اور میں فرعون کے دور سے تعلق رکھتا ہوں۔ بوڑھے کے ہونٹوں پر اطمینان کی جھلک دکھائی دی۔ اور اس نے بجھتے ہوئے چراغ کی طرح جس کی لو بجھنے سے پہلے زور سے پھڑپھڑاتی ہے۔ ناگ سے کہا اب مجھے موت کا کوئی غم نہیں۔ میرے فرزند میری بات غور سے سنو اس لئے کہ میری زندگی ہوا کے ایک جھونکے کی مانند ہے جو پلک جھپکتے ہی گزر جاتا ہے۔ میں بھی مصری ہوں اور فرعونوں کے مقدس کاہنوں کی اولاد میں سے ہوں۔ میرے جد امجد فرعون سیتی رامسس کے کاہن اعظم تھے۔ اس فرعون کا دور فرعونوں کی تاریخ کا سنہری دور شمار ہوتا ہے جب دنیا جہان کی دولت اور سونا جواہرات سمٹ کر اس کے خزانے میں جمع ہو گئے تھے اور ہر پشت میں ان خزانوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ ایک روز فرعون نے میرے جد امجد سقراطون کاہن سے مشورہ کیا کہ کیوں نہ اس بے حساب دولت کی حفاظت کے لئے صحرا میں زمین دوز ایک ایسا تہہ خانہ بنایا جائے جس کا علم صرف مجھے اور آپ کو ہو اور یہ راز سینہ بہ سینہ ہم دونوں کے خاندان کے آنے والی نسل میں منتقل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوتا رہے کیونکہ فرعونِ اوّل کے قانون کے مطابق فرعونِ اوّل نے شہنشاہیت اپنے بیٹے اور مذہبی امور کی ذمہ داری اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کی تھی۔ اور قانون بنا دیا تھا کہ جب تک فرعونوں کی نسل موجود رہے بادشاہت فرعونِ اوّل کی اولاد میں اور مذہبی امور کی ذمہ داری چھوٹے بھائی کی اولاد کے سپرد رہے گی۔

تہہ خانہ تیار کیا گیا

اور فرعون ہیمی رامس کا عظیم خزانہ اس میں منتقل کر دیا گیا۔ فرعون اور میرے جدِ امجد کے علاوہ جتنے بھی لوگ اس کی تعمیر میں حصہ لے چکے تھے انہیں قتل کر دیا گیا اور یوں یہ راز صرف دونوں بھائیوں کی اولاد کے درمیان ہی رہا۔ اس خزانے کا نقشہ ایک ہرن کی کھال پر بنا کر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ پھر یہ راز سینہ بہ سینہ اور یہ نقشہ بھی دونوں بھائیوں کی اولاد میں رہا۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ فرعون اپنے لشکر سمیت دریائے نیل میں ڈوب کر غرق ہو گیا۔ اور یہ راز صرف مقدس کاہن کے خاندان تک محدود ہو گیا۔ اس کے بعد تباہی اور بربادی اس خاندان پر کچھ اس طرح آئی کہ کسی کو بھی اس خزانے کا خیال ہی نہ آیا کیونکہ اس کو حاصل کرنے کے لئے بھی کئی آدمیوں کو راز میں لینے کی ضرورت تھی۔ صرف ایک یا دو آدمی تو اتنا بڑا خزانہ نہیں نکال سکتے تھے۔ اور یوں اس خاندان کے آخری فردوں میں یہ نقشہ ورثے میں مجھ تک پہنچ گیا۔ لیکن خدا جانے کئی صدیاں گزر جانے کے

بعد لاہوت نامی ایک لٹیرے کو اس کی کہاں سے بھنک پڑ گئی

بوڑھے کاہن نے کہا لاہوت ایک بہت بڑا ساحر ہے اس نے اپنی جادوئی طاقتوں سے خزانے کے نقشے کے متعلق معلوم کر لیا کہ وہ میرے پاس ہے اس نے میرے گھر پر ڈاکہ مارا لیکن میں نے وہ نقشہ ایسی جگہ چھپا رکھا تھا جہاں سے وہ تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا۔ میں نے بزرگوں کی امانت کی خاطر اپنا شہر چھوڑ دیا۔ لیکن خدا جانے اس کم بخت کو کیسے معلوم ہو گیا۔ پھر اس نے خفیہ طور پر میرا پیچھا کیا۔ اور صحرا میں مجھے گھیر لیا میں نے نقشہ دینے سے انکار کر دیا اور اس نے خنجر سے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ میں بے بس ہو گیا تو بزرگوں نے اپنی امانت کی حفاظت اپنے ذمے لے لی اور آسمان پر آندھی کے کوئی آثار نہ تھے لیکن زوردار آندھی کا طوفان آ گیا اور وہی طوفان مجھے اپنی آغوش میں چھپا کر یہاں تک آیا ہے یہ رہا نقشہ اسے اپنی حفاظت میں لے لو بوڑھے نے ہرن کی کھال پر بنا نقشہ ناگ کے حوالے کیا

اور خود مر گیا۔ ناگ نے نقشے کی طرف دیکھا لیکن پھر گرد اڑتی دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ دور کئی سوار سرپٹ اسی طرف چلے آ رہے تھے ناگ نے بوڑھے کی لاش کو ریت میں دبا دیا اور خود ایک سمت روانہ ہوا لیکن جلدی ہی لاہوت اور اپنے حواریوں کے ساتھ یہاں پہنچ گیا اور ناگ کو گھیرے میں لے لیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر ہندوستان کے مشہور شہر بنارس میں بنے ہوئے بڑے بڑے عالیشان مندروں کو دیکھتا پھر رہا تھا۔ جو دریائے گنگا کے کنارے بنے ہوئے ہیں۔ اس نے ہزاروں ہندو عورتوں اور مردوں کو دیکھا جو دریائے گنگا میں نہا رہے تھے۔ یہاں ایک گھاٹ بڑے مندر کے پاس بنا ہے۔ اور مندر کی سیڑھیاں بھی دور تک گنگا کے پانی میں اُتر گئی ہیں۔ دونوں طرف کے کناروں کو بھی پکا ہوا دیا گیا تھا۔ تاکہ یہاں آ کر نہانے اور اپنے پچھلے گناہوں کو دھو ڈالنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ گنگا کے پانی میں نہانے سے ان کے تمام گناہ دُھل جاتے ہیں۔ اُن کے مذہب کے مطابق دریائے گنگا شیو جی مہاراج کے جٹاؤں سے نکل رہا ہے جو اُن کے بہت بڑے دیوتا ہیں۔ اسی لیے اس پانی کو وہ گنگا جل کہتے ہیں۔ اور اسے بڑا ہی متبرک سمجھتے ہیں۔ جہاں اچھائیاں ہوں گی وہاں برائیاں بھی موجود ہوں گی۔ یہاں پر بڑے بڑے رشی۔ منی۔ پنڈت صاحب علم و عرفان دن رات دیوتاؤں کی مالا جپتے نظر آتے ہیں۔ جہاں تک برائیوں کا تعلق ہے یہاں کے ٹھگ دنیا بھر میں مشہور ہیں جو تہوار کے موقعے پر دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو ٹھگ لیتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی خطرناک اور قاتل قسم کے ہوتے ہیں اور ان کے ڈانڈے ڈاکوؤں تک سے ملے ہوتے ہیں۔ عنبر یہ

ساری رونق دیکھتا ہوا جا کر بڑ کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جہاں دو جوگیوں میں باتیں ہو رہی تھیں کہ مہاراجہ تلسی داس اپنی بیٹی راجکماری رتنا کی منت پوری کرنے اور بہت سا سونا دان کرنے آ رہے ہیں۔ ایک نے کہا گروجی ان تو تب ہے سارا سونا ہمارے ہی ہاتھ لگے جونہی مہاراجہ سونا گنگا کے پانی کی نذر کریں وہ سارا ہماری ہی جھولی میں آ گرے سارے پنڈت منہ ہی دیکھتے رہ جائیں۔ اب عنبر کے کان کھڑے ہوئے اور وہ دھیان سے اُن کی باتیں سننے لگا۔ گرو نے کہا چیلے تیرا گرو تو سارے ہندوستان کا بے تاج بادشاہ ہے۔ میں تو آنکھوں سے کاجل چرا کر لے جاؤں تو پتہ نہ چلے۔ یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے لیکن تیرا گرو تو بہت اونچا ہاتھ مارنے کی فکر میں ہے۔ میں نے سوچا ہے ایک ہی ہاتھ ایسا مارو کہ ساری عمر پھر چین سے بیٹھ کر کھاؤں۔ چیلے نے جس کا نام بدری پرشاد تھا اپنے گرو سے کہا جو مشہور زمانہ ٹھگ وشوا ناتھ تھا گرو کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے۔ آخر تم نے کیا سوچا ہے۔ عنبر بظاہر اُن سے لاتعلق ذرا اور اُن کے قریب ہو گیا۔ تب ٹھگ وشوا ناتھ نے اپنا منہ چیلے کے کان کے پاس لے جا کر سرگوشی کی۔ سن بیٹا راجہ تلسی داس کی صرف ایک ہی بیٹی ہے اور وہ بھی بڑی منتوں مرادوں سے پوجا پاٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پنڈتوں کی دعاؤں اور دیوتاؤں کی بھینٹ دے کر دی ہے۔ جس سال وہ پیسے پندرہ برس کی ہو گئی ہے راجہ نے منت مانی تھی جب رتنا پندرہ برس کی ہو جائے گی تو وہ دھن دولت اور بہت سا سونا گنگا ماتا کی بھینٹ کرے گا۔ اس لئے وہ راجکماری رتنا کو لے کر مع رانی گیتا دیوی اور اپنے وزیر مرزا محمد داڑھور کے یہاں آ رہا ہے۔ کل ایک ایسے آدمی سے ملاقات ہوئی ہے جو گیان کے بھیس میں چھپا راجہ ہے۔ اس سے سودا ہوا ہے کہ راجکماری رتنا کو جلد یا دیوی کے جنگل تک لا کر ہمارے حوالے کر دو اور تول کر اس کے وزن کا سونا لے لو۔

چیلے نے کہا گرو جی اتنا سونا اس کے پاس ہے بھی کہ نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جان ہتھیلی پر رکھ کر یہ کام کر گزریں اور ..... گرو نے فوراً بات کاٹتے ہوئے کہا۔ جمادی تیرا گرو کوئی بچہ کوریاں نہیں کھیلا ہوا۔ بیٹا میں نے سب انتظام کر دیا ہے اور سونے کی بھری کئی تھیلیوں کے درشن بھی کر چکا ہوں۔ بھاری سونے کی بھری تھیلیاں وہ مجھے پہلے ہی اس شرط پر دے گیا ہے کہ کام نہ ہونے کی صورت میں اسے واپس کر دوں۔ اب بتا کوئی شک اور شبہے کی بات باقی رہ گئی ہے۔ جمادی نے کہا جی۔ اب مجھے پورا اطمینان ہو گیا ہے لیکن گرو جی یہ کام ہے بڑا

خطرناک۔ گرو نے ایک چھوٹا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے اور تجھے وقت پر بتا دوں گا۔ اب اپنی چونچ بند کر لے بیٹا۔ اس لئے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر عنبر نے اچھی طرح ان کی شناخت کر لی اور اسے یہ بھی علم ہو گیا کہ یہ مشہور زمانہ ٹھگ دشوا ناتھ اور اس کا چیلا جمادی پرشاد ہیں۔ اب عنبر کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو کہ بیچارہ راجہ بے خبری میں لٹ جائے۔ کچھ اس کی خبر بھی کیسے پہنچے۔ وہ بڑے مندر کے صدر دروازے کی سیڑھیوں میں جا بیٹھا جہاں کئی پنڈت وغیرہ پہلے ہی بیٹھے عبادت میں مصروف تھے۔ اس کا مقصد تھا کہ سب سے پہلے راجہ تمسی داس اور راجکماری رتنا یہیں سے گزر کر اشنان کے لئے جائیں گے پھر اشنان بعد میں ہو گا اور سونا دان کی رسم ادا ہو گی۔ جس کے لئے پہلے ہی کئی ٹھگ اور ٹھگ پنڈتوں کے بھیس میں اپنے دانت تیز کئے بیٹھے تھے ہندو یاتری سیڑھیوں میں بیٹھے ان لوگوں کو مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے مندر میں جا رہے تھے۔ ایسے ہی ایک یاتری نے پڑے سے بہت پر بہت سی مٹھائی عنبر کے سامنے بھی رکھ دی۔ مگر عنبر کے لئے یہ سب بیکار تھا۔ اسے تو بھوک کا احساس تک بھی نہیں ہو رہا تھا وہیں سے پاس بیٹھے ہوئے ایک بھکاری کو ساری مٹھائی دے دی۔ پھر ایک شور سا اٹھا کہ مہاراج تمسی داس کا رتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگیا۔ آگے چند گھوڑ سوار راستہ بناتے جارہے تھے۔ ان کے پیچھے نہایت ہی قیمتی اور عالی شان سجا ہوا رتھ تھا۔ جس میں راجہ تلسی داس۔ رانی گیتا دیوی اور راجکماری رتنا سولہ سنگھار کئے زیوروں سے لدی بیٹھی تھی۔ رتھ کے پیچھے حفاظتی دستے کے سوار تھے۔ جو ہتھیاروں سے لیس تھے۔ پھر رتھ مندر کی سیڑھیوں کے پاس آکر رُک گیا۔ اور راجہ مع رانی اور راجکماری کے اُتر کر سیڑھیوں میں بیٹھے ہوئے بھکاریوں۔ پنڈتوں۔ جوگیوں وغیرہ کو دان دیتے ہوئے مندر میں داخل ہوگئے۔ پاس بیٹھے ہوئے بھکاری سے جسے عنبر نے اپنی مٹھائی دے کر دوست بنا لیا تھا۔ جو یہیں کا رہنے والا پیشہ ور بھکاری تھا۔ پوچھا کیوں دوست راجہ اشنان کرنے کے لئے واپس اِدھر ہی آئیں گے۔ یا اُس کا کوئی دوسرا راستہ ہے۔ بھکاری نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ اگر وہاں چلنا ہے۔ سنا ہے راجہ کافی سونا دان کرے گا۔ ویسے تو وہاں اس شہر کے کافی ٹھگ اور بدمعاش قسم کے لوگ موجود ہوں گے اور کسی دوسرے کو پاس بھی نہیں آنے دیں گے لیکن پھر بھی قسمت آزمائی میں کیا حرج ہے۔ تم نئے معلوم ہوتے ہو۔ پہلی مرتبہ آئے ہو۔ عنبر نے کہا ہاں بہت دور سے آیا ہوں بھکاری نے کہا تو آؤ چلیں۔ دونوں سیڑھیاں اُتر کر ایک طرف کو چل دیئے۔ تب راستے میں عنبر نے پوچھا یہ رسم کیسے ادا ہوگی بھکاری

نے کہا بھائی راجکماری رتنا سونے کے بہت سے گہنے اور تھیلیاں وغیرہ لے کر گنگا کے پانی میں اتر جائے گی اور پانی میں ڈبکی لگا کر اپنے زیورات اور تھیلیاں پانی میں گنگا جل کی نذر کردے گی۔ اور پھر واپس آجائے گی۔ عنبر نے کہا تب تو ہر آدمی چھلانگ لگا کر وہاں سے سونا نکال سکتا ہے بھکاری ہنسا اور اس نے کہا تم بڑے ہی بدھو ہو کچھ بھی تو نہیں جانتے بھیا کچھ یہاں کے ٹھگوں کے متعلق بھی سُن رکھا ہے۔ جو قتل سے لے کر چوری ڈاکہ اور اغوا تک کے ماہر ہوتے ہیں۔ وہ کئی کئی گھنٹے پانی میں بغیر سانس لئے رہ سکتے ہیں۔ ایسے ہی کئی لٹیرے راجکماری کے پانی میں اُترنے کے ساتھ ہی ڈبکی لگا کر پہلے ہی پانی کے اندر اندر وہاں تک پہنچ جائیں گے۔ جونہی راجکماری نے تھیلیاں چھوڑیں کہ انہوں نے قابو کرلیں اور پانی کے اندر اندر دور جاکر سر نکالا اور اپنی راہ لی اِس پانی میں دیکھ لینا کئی خون ہوں گے۔ پانی کے اندر لوگوں کو تو صرف مرنے والوں کی لاشیں ہی تیرتی ملے گی۔ جبکہ قاتل دوسرے کنارے سے رفوچکر ہوچکا ہو گا۔ عنبر نے کہا تب تو یہ کام مشکل ہے بھیا میں چلا تم خود ہی قسمت آزمائی کرلو۔ کیونکہ اب عنبر اور بھکاری اس جگہ پہنچ چکے تھے۔ جہاں مندر کی سیڑھیاں پانی میں اُترتی چلی جاتی ہیں۔ اور عنبر اس سے پیچھا چھڑا کر ٹھگ وشوا ناتھ اور اس کے چیلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بدری پرشاد کے چکر میں تھا۔ عنبر مجمعے میں اُن دونوں کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ تب دور دوسرے کنارے پر اسے بدری پرشاد نظر آیا جو ایک گھوڑے کو پکڑے کھڑے تھا جس پر کاٹھی پڑی تھی۔ لیکن وشوا ناتھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عنبر کو بھکاری کے وہ الفاظ یاد آ گئے کہ یہاں کے ٹھگ کئی کئی گھنٹے پانی میں بغیر سانس لئے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ساری سکیم اس کی سمجھ میں آ گئی۔ کہ ضرور وشوا ناتھ ٹھگ پانی میں موجود ہے جونہی راجکماری سونا دان کرنے کے لئے پانی میں ڈبکی لگائے گی یہ اسے پانی کے اندر ہی اندر دوسرے کنارے پر لے جائے گا۔ اور پھر اسے گھوڑے پر بٹھا کر جنگل کی راہ لے گا۔ جب تک راجہ کے گھوڑا سوار سپاہی ایک لمبا چکر کاٹ کر پل سے گزر کر دوسری طرف پہنچیں وشوا ناتھ کافی دور جنگل میں پہنچ چکا ہو گا۔ اور پھر اس گھنے جنگل میں کسی کو تلاش کر لینا اتنا آسان کام نہیں جہاں کئی پگڈنڈیاں اور کئی راستے جال کی صورت میں بکھرے پڑے ہوں۔ عنبر نے سوچا راجکماری کے آنے سے پہلے ہی اسے دوسرے کنارے پہنچ جانا چاہئے لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ شور اُٹھا راجکماری مندر کی سیڑھیاں اُترتی ہاتھوں میں سونے کی تھیلیاں اٹھائے آہستہ آہستہ پانی میں اُترنے لگی۔ عنبر پریشان ہو گیا کہ اب کیا ہو گا۔ کیونکہ راجکماری کے ساتھ ہی لوگوں کا ریلا اُسے دور دھکیل چکا تھا۔ اس نے

تھوڑی دیر کے لئے غور کیا اور پاس ہی ایک جگہ سے دریا عبور کرنے کی سوچ کر پانی میں اُتر گیا۔ لیکن جلدی ہی ایک موٹے سے پنڈت کے لباس میں ٹھگ نے چھرا دکھا کر کہا اے گیدڑ راجکماری کے پاس جانے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تیری لاش بھی کسی کو نہ مل سکے گی۔ اسی جھگڑے میں عنبر نے دیکھا راجکماری نے زیورات اُتار کر اور سونے کی تھیلیاں لے کر پانی میں ڈبکی لگائی موٹے ٹھگ پنڈت کا دھیان اُدھر ہوا تو عنبر نے بھی پانی میں ڈبکی لگائی۔ سونے کے لئے نہیں بلکہ دوسرے کنارے پر جانے کے لئے رانی۔ مہاراجہ۔ وزیر اور دیگر لوگ سیڑھیوں میں کھڑے سونا دان کا یہ منظر دیکھ رہے تھے لیکن وہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ ڈبکی لگانے کے بعد راجکماری پانی سے نہ اُبھری۔ راجہ نے فوراً سپاہیوں کو حکم دیا راجکماری کو دیکھو اور انتظار کئے بغیر خود بھی راجہ گھبرا کر سیڑھیاں اُترنے لگا۔ عنبر ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس نے وشوا ناتھ کو ایک تھیلا اُٹھا کر گھوڑے پر رکھتے دیکھا پھر وہ خود گھوڑے پر بیٹھ کر رفو چکر ہو گیا۔ عنبر جلدی جلدی دوسرے کنارے پر آیا اور ایک جگہ اس نے موتی منہ میں رکھا اور جنگل کی طرف اُڑ گیا۔ کنارے پر ایک بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور سارے لوگ راجکماری کے لئے پریشان تھے۔ عنبر نے اُڑتے ہوئے جنگل میں دیکھا وشوا ناتھ ٹھگ [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیلا گھوڑے پر لادے ایک پگڈنڈی پر سرپٹ گھوڑا تا جا رہا تھا
عنبر چاہتا تو راستے ہی میں اسے دبوچ لیتا لیکن اس نے
سوچا ذرا اس سے بڑے ٹھگ کے بھی درشن کر لیں کہ وہ
کیا منصوبہ بنا کر بیٹھا ہے اور راجکماری سے کیا کام لینا چاہتا
ہے۔ لہذا وہ اُوپر ہی اُوپر پرواز کرتا رہا۔ جبکہ وشوا ناتھ
کئی موڑ کاٹتا ہوا ایک نہایت ہی شکستہ مندر کے پاس جا کر
رُک گیا۔ عنبر نے دیکھا یہ مندر بہت بڑا ہے اور کافی دور تک
پھیلا ہوا ہے۔ اندر جگہ جگہ جھاڑیاں اور درخت اُگے ہوئے تھے
کئی کمروں کی چھتیں زمین بوس ہو چکی تھیں اور کئی سلامت
تھیں۔ جن میں شکستہ بت اب بھی موجود تھے۔ جہاں مکڑیوں نے اپنے
جالے بُن لئے تھے۔ اور یہ چمگادڑوں کا مسکن بن کر رہ گیا تھا
عنبر مندر کی چھت کے بالکل پاس آ کر اُتر گیا۔ اس نے دیکھا
جا بجا درختوں پر اُلوؤں کا بسیرا ہے جو دن کی روشنی میں
آنکھیں بند کئے اُونگھ رہے ہیں۔ درختوں سے چمگادڑوں کے
گروں کے گروہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں۔ وشوا ناتھ گھوڑے کو ہاتھ
میں پکڑے پیدل ہی مندر کی چار دیواری میں جا
رہا تھا۔ کیونکہ یہاں جگہ جگہ گڑھے اور گری ہوئی عمارت کا ملبہ
موجود تھا۔ اور سوراخوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں
حشرات الارض کی کمی نہیں۔ فضا میں جھینگروں کی آوازیں دور

تک سنائی دے رہی تھیں۔ اور وشوا ناتھ بڑی مشکل سے
گھوڑے کو لئے آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر ایک جگہ
بہت ہی شکستہ مجسمے کے پاس کھڑے ہو کر وشوا ناتھ نے
غور سے دیکھا اور پہچانتے ہوئے کہا "میں دیوی کے درشن
کرنے آیا ہوں۔ یہ فقرہ اس نے تین بار کہا۔ عنبر بھی ایک
بڑے ستون کی آڑ میں کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ تیسری بار
کہنے کے بعد ایک قوی ہیکل بڑی بڑی مونچھوں اور بے ترتیب
داڑھی اور اُلجھے اُلجھے بالوں والا ہاتھ میں تلوار لئے نمودار ہوا
اور پھر پہچان کر قریب آ گیا اور سرگوشی کی کچھ خالی ہاتھ آئے
ہو۔ وشوا ناتھ نے فخر سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ نئے ہو
جو میرے نام سے واقف نہیں۔ وشوا ناتھ اس کام کے لئے
حامی نہیں بھرتا جسے وہ کر نہ سکے۔ اس نے تھیلا گھوڑے سے
اتارا اور راجکماری کو اس کے اندر سے نکال کر زمین پر ڈال
دیا۔ وہ آدمی بہت خوش ہوا اور راجکماری کو ہوش میں لانے
کی ترکیبیں کرنے لگا۔ راجکماری نے ہوش میں آ کر چاروں طرف
دیکھا اور کہا میں کہاں ہوں۔ اسی شخص نے جواب دیا فکر
نہ کرو۔ راجکماری ہم تمہارا داس ہوں۔ سب ٹھیک ہے۔ جب
وشوا ناتھ نے کہا مجھے چلتا کرو بھائی۔ آدمی نے کہا ٹھیک ہے
پھر اس نے راجکماری سے کہا آپ اپنے قدموں سے چل سکتی ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجکماری نے حیرت سے کہا۔ یہ سب کیا بکواس ہے۔ میں تمہاری کھال کھچوا دوں گی کون ہو تم لوگ۔

آدمی نے کہا دھیرج راجکماری جی آپ کو سب کچھ بتا دیا جائے گا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں آپ کا داس ہوں ذرا میرے ساتھ آئیے اس آدمی کو واپس جانا ہے اور جلدی میں ہے۔ عنبر سب کچھ سن رہا تھا۔ اس آدمی نے کہا آئیے میرے ساتھ۔ راجکماری وشوا ناتھ اور وہ آدمی جو آگے آگے تھا شکستہ حصے کے اندر چلے گئے اور ایک تہہ خانے کی سیڑھیاں اترنے لگے۔ عنبر نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ جو کئی سیڑھیاں اور پھر راہداریوں کو پار کرتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے راجکماری گھبرائی ہوئی اور کچھ جاننے کے لئے بے چین نظر آ رہی تھی۔ کہ وہ کہاں ہے اور یہ سب کچھ کیا ہے۔ آخر وہ تینوں ایک کمرے میں داخل ہوئے جو نہایت صاف ستھرا اور بہترین طریقے سے سجا ہوا تھا۔ زمین پر قالین بچھا ہوا تھا۔ دیواروں پر حیرت انگیز قسم کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ سامنے ایک قدِ آدم تصویر اسی شخص کی تھی جو راجہ کے لباس میں تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھے کھڑا مسکرا رہا تھا اور اس کی پگڑی میں لگا ہوا ہیرا تصویر میں بھی چمکتا معلوم ہو رہا تھا۔ وشوا ناتھ اور راجکماری حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ چھتوں سے جھاڑ اور رنگدار فانوس لٹک رہے

تھے جن میں موم بتیاں موجود تھیں۔ کمرے میں نقشین اور نہایت ہی قیمتی لکڑی کا پرانے انداز کا لیکن نہایت صاف ستھرا فرنیچر آراستہ تھا۔ درمیان میں ایک اخروٹ کی لکڑی کی بھاری گول میز موجود تھی۔ جس پر مختلف قسم کے پھل پلیٹوں میں موجود تھے۔ اور اس کے چاروں طرف کرسیاں پڑی تھیں۔ یہ کمرہ تو کسی محل کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔ اسے دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کسی شکستہ مندر کا حصہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس کا بیشتر حصہ شکستہ اور زمین بوس ہو چکا ہے۔ پھر وہ آدمی ان کو لے کر ایک بڑے ہال میں آ گیا۔ یہ یقیناً کوئی دربار کا ہال کمرہ تھا۔ کیونکہ اس کے دو رویہ کرسیوں کی قطار تھی۔ سامنے کی طرف ایک چبوترا تھا۔ جس کے پاس سنگِ مرمر کی سیڑھیاں موجود تھیں اس چبوترے پر بادشاہ کا تخت موجود تھا جس پر ایک بہت بڑا ناگ اپنا پھن اٹھائے چھاؤں کئے ہوئے تھا اور اس میں ہیروں اور قیمتی موتیوں سے گل کاری کی گئی تھی۔ چھت سے بہت بڑے بڑے اور قیمتی رنگین جھاڑ فانوس لٹک رہے تھے دیواروں اور چھتوں کی پچی کاری نہایت ہی نفیس تھی اور کاریگر کے فن کا بہترین نمونہ تھی۔ تخت کے پیچھے ایک بہت بڑا میزانِ عدل موجود تھا۔ اس آدمی نے کہا کیا راجکماری اس میدانِ عدل تک چلنے کی تکلیف گوارا کریں گی تاکہ ان کو نولکھا سونا اس شخص کے حوالے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا جائے جو اس ہیرے کی بہت ہی کم قیمت ہے جسے چرا کر یہ شخص لے آیا ہے۔ راجکماری ناگواری سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اور جلدی جان لینا چاہتی تھی کہ یہ سب کیا ہے۔

لہٰذا اسے مجبوراً میزانِ عدل تک آنا پڑا۔ جس کے ایک پلڑے میں اس نے راجکماری کو بٹھا دیا۔ پھر قریب ہی ایک دروازہ کھولا جو ایک درخت کی شکل کا تھا۔ سنگِ مرمر میں سنگِ موسے اور نیلم اور فیروزوں سے بنایا ہوا تھا۔ جو ایک کل دبانے سے کھل گیا حالانکہ یہ دروازے کی بجائے صرف سجاوٹ کا ایک درخت ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر اس شخص نے سونے کے توڑے لالا کر دوسرے پلڑے میں بھرنے شروع کر دیئے۔ اور راجکماری کو سونے میں تول دیا۔ اور کہا دشواناتھ یہ سونا اٹھاؤ اور جلدی ہی یہاں سے چلے جاؤ۔ اور سنو اب یہ بھول جانا کہ تم نے کیا دیکھا ہے۔ کیونکہ تمہارے لئے یہ صرف ایک خواب ہے اسے حقیقت سمجھ کر کبھی تم دوبارہ یہاں تک نہیں آ پاؤ گے لیکن زندگی ضرور گنوا لو گے۔ عنبر یہ سب حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے یہ حقیقت نہیں خواب ہی ہے۔ تب دشواناتھ نے سونے کے بھرے کئی توڑے اپنے کندھوں پر اٹھائے اور اسی راستے سے واپس چلا گیا جدھر سے آیا تھا۔ عنبر نے دیکھا اس شخص نے راجکماری کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر اسی

دروازے میں داخل ہو گیا جو اس کے جاتے ہی بند ہو گیا۔ عنبر بھی اس دروازے تک پہنچا۔ اس نے کل تلاش کر کے دبائی لیکن اب یہ دروازہ نہ کھل سکا۔ پھر اس نے کوئی اور دروازہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود۔ اسے کوئی راستہ نہ مل سکا۔ عنبر مایوس ہو کر واپس آیا۔ باہر دشواناتھ سونا گھوڑے پر لاد کر جانا ہی چاہتا تھا کہ ایک ناگ نے آ کر ڈس لیا۔ اور وہ ایک چیخ کے ساتھ زمین پر گرا اور پانی کی طرح بہہ گیا کیونکہ یہ نہایت زہریلا سانپ تھا۔ سونے کے توڑے زمین پر گرے اور ملبے کے ڈھیر پر پھیل گئے۔ گھوڑا ڈر کر سرپٹ بھاگ گیا۔ اسی وقت ایک دھماکے سے مندر کا وہ شکستہ حصہ گرا اور سونا اس میں دفن ہو گیا۔ ناگ نے اپنے آقا کی خوشبو عنبر میں محسوس کی تو قریب آ گیا اور اپنا سلام لہروں میں ہوا کے دوش پر اپنے آقا کے بھائی کی خدمت میں پہنچایا۔ عنبر نے بھی لہروں کی صورت اس سے اس اسرار کے متعلق پوچھا تو سانپ نے بتایا اس مندر کی تہہ میں قارون کا خزانہ موجود ہے جو زمین پر چلتا ہوا یہاں آ کر رک گیا ہے اور میں اسی کا محافظ ہوں۔ بقایا اسرار بتانے کی مجھے اجازت نہیں۔ آپ ہی یہ اسرار جان لینے کی طاقت موجود ہے اور آپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوشش کریں۔ کامیاب ہوں گے۔ اب مجھے اجازت دیں۔
سانپ بل کھاتا ہوا اسی ملبے میں گھس گیا اور غائب ہوگیا
اور عنبر پریشانی سے اسی اسرار کو معلوم کرنے کے متعلق
سوچنے لگا۔۔۔

○

رات کا کالا کفن

ہیری اور تھامسن خود ہی ایک دوسرے کے قاتل تھے۔ ماریا اُن کی لاشوں کو وہیں پڑا چھوڑ کر واپس اس حویلی میں آ گئی جہاں دونوں لڑکیاں سحر زدہ بیٹھی تھیں۔ لیکن عجیب بات یہ تھی کہ ڈاکٹر وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے موقع غنیمت جان کر لڑکیوں سے کہا بہن گھبرانا نہیں میں تمہاری مدد کو پہنچ گئی ہوں۔ لڑکیاں گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ کیونکہ آواز بالکل قریب سے آ رہی تھی اور وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ ماریا نے کہا ڈرو نہیں۔ ایک لڑکی نے کہا تم کون ہو اور کہاں ہو خدا کے لئے ہمیں آہستہ آہستہ کیوں مارنا چاہتے ہو ایک ہی وقت میں ہمیں ختم کر دو۔ ماریا کو اس پر بہت رحم آیا اور اس نے کہا اچھی بہنوں میں ایک رُوح ہوں۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں لیکن میں تو تمہارے چہروں پر چھائی خوف کی پرچھائیاں دیکھ رہی ہوں۔ تمہاری دشمن نہیں بلکہ تمہاری حفاظت کے لئے آئی ہوں۔ لڑکی نے کہا کیوں جھوٹی تسلیاں دے رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو۔ صرف اتنا بتا دو کہ ہماری زندگی میں کتنی گھڑیاں اور رہ گئی ہیں۔ ماریا نے کہا اچھی بہن انسان کو خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ موت تو خود انسان کی ہر قدم پر حفاظت کرتی ہے۔ اور بن آئے کوئی نہیں مرتا میری بات پر یقین کر لو گو کہ میں یہ نہیں جانتی تم کس قسم کے جال میں پھنس گئی ہو۔ اور کس مقصد کے لئے تمہیں اس ڈاکٹر نے یہاں منگوایا ہے لیکن پھر بھی اس یقین کے ساتھ مطمئن ہو جاؤ کہ خدا نے ہی مجھے تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے۔ لڑکی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ پیاری انسان سراب کو دیکھ کر بھی دل کو مطمئن کر لیتا ہے کہ یہ پانی ہے تمہارا بہت شکریہ ایسے وقت میں جب کہ ہمیں تنکے کا سہارا بھی نصیب نہیں۔ تمہاری امداد ہمارے لئے بہت بڑی غنیمت ہے۔ ماریا نے پھر کہا۔ میں تمہارے سائے کی طرح ساتھ ہوں اس یقین کے ساتھ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تب لڑکیوں کو احساس ہوا کہ وہ اب تک کھڑی تھیں۔ دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور بیٹھ گئیں۔ ماریا نے کہا اب میں ڈاکٹر کی تلاش میں جا رہی ہوں۔ تا کہ معلوم ہو اس کے کیا ارادے ہیں۔ ماریا اس کمرے سے نکل کر ڈاکٹر کو تلاش کرتی ہوئی باورچی خانے میں پہنچ گئی۔ جہاں کبابوں کی خوشبو سے اس

کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور اس کی بھوک چمک اٹھی۔ اسے اب احساس ہوا کہ اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔ وہ باورچی خانے میں داخل ہو گئی۔ جہاں وہی حبشی عورت سیخ پر کباب دیکھتے ہوئے کوئلوں پر بھون رہی تھی۔ اور گوشت کے بھننے کی خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ یہ کباب کس طرح اڑا کر کھائے جائیں کہ حبشن کو شک نہ ہو۔ وہ ان لوگوں کو ہوشیار نہ کرنا چاہتی تھی۔ اور کسی شک اور شبے میں مبتلا نہ کرنا چاہتی تھی کہ پاؤں کی آہٹ پر چونک کر اس نے دیکھا۔ ڈاکٹر ایک طرف سے داخل ہوا اور اس نے کہا مارگریٹ میں تہہ خانے میں مریم کے پاس ہوں۔ میرے لئے کباب اور کافی وہیں پہنچا دینا۔ ماریا نے محسوس کیا مریم کے نام پر اس کے چہرے پر دکھ اور کرب کے آثار پیدا ہوئے اور پھر ختم ہو گئے۔ اب یہ موقع یہاں رکنے کا نہیں تھا۔ ماریا نے سوچا مجھے ڈاکٹر کا پیچھا کرنا چاہیئے۔ ڈاکٹر نے جاتے جاتے رک کر پھر مارگریٹ سے سوال کیا۔ تہہ خانے میں کافی سردی ہے۔ میری بیٹی کو سردی لگ رہی ہو گی۔ تم نے کوئلے کی انگیٹھی دہکا کر وہاں رکھ دی ہے نا۔ مارگریٹ نے جواب دیا آپ ہر روز یہ سوال کرتے ہیں اور میں جواب دیتے ہوئے تھک گئی ہوں۔ جو کام روز مرہ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زندگی میں شامل ہو اسے بغیر کسی حیل وحجت کے کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر نے کہا مجھے افسوس ہے نا جانے میری یادداشت کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم اپنے کام میں کوتاہی نہیں کرتیں۔ میں بار بار تمہیں اسی کے متعلق سوال کرتا رہتا ہوں۔ کوئی بات نہیں باس، مارگریٹ نے کہا مریم آپ کی اکلوتی بیٹی ہے اور اس کے دکھ نے آپ کے دماغ کو پریشان کر رکھا ہے۔ آپ چلیں میں سامان لے کر وہیں آجاؤں گی۔

ٹھیک ہے ڈاکٹر نے کہا۔ میں جاتے جاتے لڑکیوں کو کمرے میں بند کر جاتا ہوں۔ حالانکہ یہ کام مجھے پہلے کر لینا چاہیئے تھا لیکن ذہن سے نکل گیا۔ مارگریٹ نے کہا اب ان کی فکر آپ نہ کریں۔ میں نے حفاظتی کتوں کو زنجیروں سے آزاد کر دیا ہے۔ وہ یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتیں۔ یہ تو ٹھیک ہے مارگریٹ۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔ مجھے ان کی زندگی کی ضرورت ہے۔ کتوں نے انہیں نوچ ڈالا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ تب تو آپ فوراً انہیں کمرے میں بند کر کے تالا لگا جائیں مارگریٹ نے انہیں سیخوں سے بنے ہوئے کباب ایک پلیٹ میں نکالتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نے جاتے جاتے کہا اور ڈاکٹر کے ساتھ ہی مجبوراً ماریا کو بھی جانا پڑ گیا جو کمرے میں داخل ہو گیا۔ بڑے ہی پیار سے لڑکیوں سے کہا تم

دونوں تھک گئی ہوں گی۔ چلو چل کر آرام کرو۔ دونوں لڑکیاں سہمی ہوئی سحر زدہ ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے چل پڑیں۔ جس نے انہیں ایک کمرے میں لا کر چھوڑ دیا۔ جہاں ایک بڑا سا پلنگ پڑا تھا یہ شاید بیڈ روم ہی تھا۔ لڑکیاں پلنگ پر بیٹھ گئیں تو ڈاکٹر نے پھر کہا سو جاؤ کھانے کے وقت تمہیں جگا دیا جائے گا۔

ڈاکٹر کے رویے پر دونوں لڑکیاں اور ماریا بھی حیران تھی جو نہایت نرم مشفقانہ تھا۔ ڈاکٹر نے کمرہ باہر سے بند کر دیا۔ اور بڑے دکھ کے سے انداز میں چلتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ ماریا اس کے پیچھے چل دی۔ ڈاکٹر اپنے کمرے میں آیا۔ اس نے تہہ خانے کا دروازہ کھولا اور سیڑھیاں اترنے لگا۔ ماریا بھی اُس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگی۔ ڈاکٹر اب ایک تہہ خانے میں موجود تھا جو نہایت ہی سرد تھا۔ اس کے درمیان میں ایک تابوت پڑا ہوا تھا اور اس کے قریب ہی ایک میز اور کرسی پڑی تھی اور کوئلوں کی انگیٹھی دہک رہی تھی لیکن یہ بہت ناکافی تھی سردی کو ختم کرنے کے لئے کوئی خاص حرارت دستیاب نہیں کر رہی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر ایک لمبی میز پڑی تھی جس پر مریض کو لٹایا جا سکتا تھا۔ اور پاس ہی ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میز پر آپریشن کے تمام نشتر ہتھیار چمک رہے تھے
بڑی تپائی پر ایک مٹی کے تیل کا سٹوپ جل رہا تھا
جس پر رکھے ہوئے ایلومینیم کے برتن میں ٹیکہ لگانے
والی کئی سوئیاں اُبلتے ہوئے پانی میں پڑی تھیں۔ اور
قریب ہی دوائیوں کی کئی شیشیاں موجود تھیں اور روئی کے
بڑے بڑے کئی بنڈل پڑے تھے۔ تابوت کا ڈھکنا اُٹھا
ہی تھا ڈاکٹر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے دیکھا
ایک نہایت ہی حسین لڑکی اس میں بے ہوش پڑی تھی
جو بے حد خوبصورت ہونے کے باوجود بے جان تھی تابوت کے
سامنے والی دیوار پر اس کی تصویر لگی ہوئی تھی جس سے ظاہر
ہوتا تھا کہ وہ کافی خوش لباس اور خوبصورت رہی ہوگی
ڈاکٹر نے لاش سے مخاطب ہو کر کہا۔ میری بچی اب وہ
وقت بہت قریب آگیا ہے کہ تم دوبارہ اپنے ڈیڈی سے
میٹھی میٹھی باتیں کرو گی۔ اس منحوس جادوگر کا اثر ختم ہو جائے
گا۔ جس نے تمہارے جسم سے روح تو چھین لی ہے اور تمہاری روح
اس کے قبضے میں ہے۔ تم زندہ ہو کر بھی مُردوں سے بدتر ہو۔ بول
نہیں سکتیں۔ بول نہیں سکتیں۔ میں نے ساری عمر کی کمائی دے
کر بھی اس طلسم کو ختم کرنے کے لئے اب تک اٹھائیس نوجوان
اور خوبصورت لڑکیوں کے خون سے تمہیں غسل دیا ہے۔ اب صرف

دو رہ گئی ہیں جنہیں بھاری قیمت ادا کر کے میں نے
خرید لیا ہے اور آج ہی رات جب چاند اپنے پورے
شباب پر ہوگا میں تمہیں ان حسین لڑکیوں کے خون سے
غسل دوں گا۔ میری جان صرف آج کی رات ہی باپ اور
بیٹی کی جدائی کے درمیان حائل ہے۔ اُف کتنی ویران اور
بے چین زندگی میں نے تمہاری جدائی میں گزاری ہے تم
اس کا تصور نہیں کر سکتیں۔ تمہاری ماں کے مرنے کے بعد
میں نے دن گن گن کر تمہیں ماں بن کر پالا جب تم جوان
ہوئی اس قابل ہوئی کہ باپ کی خدمت کر کے اس کی
محنت کا صلہ دے سکو تو باپ کی موت سے بدتر زندگی میں
تڑپتا چھوڑ کر خود خاموشی اختیار کر لی۔ اُف کس قدر
منحوس تھی وہ گھڑی جب تم اپنی سہیلی کے باپ کی موت پر
دوسرے لوگوں کی طرح قبرستان میں گئی تھی اور پھر واپسی پر
آندھی میں جب کہ ساتھ روشنی کے لئے لے جانے والے لیمپ
بھی بجھ گئے تھے۔ تم دوسروں سے بچھڑ کر میلوں میں بھٹکتے
ہوئے اس قبرستان میں گم ہو گئی تھیں جہاں تمہاری ملاقات ایک
تباہ شدہ قبر کے گڑھے سے نکلتے ہوئے ایک خونی جادوگر سے
ہو گئی۔ جو یقیناً تمہارا خون پی جاتا۔ لیکن خدا نے فادر ڈیوس کو
تمہاری مدد کے لئے بھیج دیا۔ اور پھر اس نے فادر ڈیوس سے کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم نے میرے منہ کا شکار چھین لیا ہے۔ ڈیوس لیکن یاد رکھو میں اس لڑکی کی روح اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں لیکن اس کا مردہ جسم گلے اور سڑے گا نہیں یہ ایک بیہوشی کی نیند سو جائے گی۔ اور اب اس کے بدلے سو نوجوانوں اور خوبصورت لڑکیوں کے خون سے جب تک چاند کی چودھویں رات میں ہر مہینے اس کے جسم کو غسل نہیں دو گے۔ اس کی روح اس کے جسم میں واپس نہیں جائے گی۔ میں اس کے جسم کو غسل دیا ہوا خون پیتا رہوں گا۔ اور جب لڑکیوں کی تعداد پوری سو ہو جائے گی اس لڑکی کی روح اس کے جسم میں دوبارہ داخل ہو جائے گی اس وقت تک کے لئے اس کے جسم کی حفاظت ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ روح واپس آئے اور جسم ہی موجود نہ ہو پھر فادر ڈیوس کے کہنے پر میں نے تمہارا جسم حفاظت سے تابوت بنوا کر محفوظ کر لیا۔ اور حفاظت کے خیال سے اسے تہہ خانے میں رکھوا دیا۔ اس راز سے صرف فادر ڈیوس واقف نہیں بتایا لوگوں کو صرف یہ علم ہے کہ اس رات مریم کہیں کھو گئی تھی جو آج تک نہیں مل سکی۔

ماریا کو یہ سن کر بے حد افسوس ہوا۔ ایک طرف باپ کی بے انتہا محنت اور محبت تھی۔ دوسری طرف دو زندگیوں کا سوال تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ لڑکیوں کی زندگی بھی بچائے

گی اور جادوگر سے مریم کی روح واپس لا کر ایک باپ کو اس کی بیٹی ملا دے گی۔ اس کے لئے فادر ڈیوس اور میٹھی بولی قرابتدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن وہ دوسرا قدم اٹھانے سے پہلے ان دونوں لڑکیوں کی جانیں بچانا چاہتی تھی وقت بہت ہی کم تھا۔ اور کام بے انتہا مشکل۔

ماریا فوراً تہہ خانے سے نکل کر اوپر آئی اور بند کمرے میں دیوار سے ہو کر اندر داخل ہو گئی کیونکہ ماریا میں یہ طاقت موجود تھی کہ پتھر کی دیوار سے بھی گزر جاتی تھی۔ اس نے دیکھا۔ دونوں بہنیں محبت سے ایک دوسرے سے لپٹ کر سو رہی ہیں اسے خیال آیا واقعی دانشوروں نے سچ کہا ہے نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے نا جانے بے چاری کب سے پریشانی میں جاگ رہی تھیں۔ وقت اگر کم نہ ہوتا تو شاید وہ دونوں کو سونے دیتی لیکن ان کی زندگی بچانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ انہیں یہاں سے نکال لیا جائے لہذا اس نے دونوں لڑکیوں کو بیدار کیا اور انہیں سمجھایا کہ ان کی زندگی خطرے میں ہے انہیں اسی وقت یہاں سے فرار ہونا ہے۔ دونوں لڑکیاں اب روح کی آواز پہچاننے لگیں تھیں لہذا جلدی ہی بیدار ہو گئیں۔

ماریا دیوار سے دوبارہ نکل کر باہر آئی اور دروازے میں لگے ہوئے تالے کو زور لگا کر توڑ ڈالا اور پھر جلدی سے دروازہ کھول کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لڑکیوں کو نکال کر باہر لے گئی۔ باہر نکلنے پر اب سب سے زیادہ مصیبت کتوں کی تھی یہ نہایت ہی خوفناک بلڈ ہونڈ چار کتے تھے جو شیر کے قد کے برابر تھے اور انسان کے لئے نہایت ہی خطرناک تھے۔ ماریا خود تو نظر نہ آنے والی چیز تھی۔ وہ تو گزر سکتی تھی لیکن دونوں لڑکیوں کا گزرنا بہت مشکل نظر آرہا تھا۔ وہ لڑکیوں کو ایک جگہ چھپا کر برآمدے سے باہر نکلی اچانک اس کی نگاہ جھاڑیوں میں بیٹھے ہوئے دو جنگلی خرگوشوں پر پڑی۔ ماریا نے ایک ہی جست میں دونوں کو پکڑ لیا۔ اور انہیں لے کر حویلی کے برآمدے میں آ گئی۔ اور اندر حویلی میں چھپائی ہوئی لڑکیوں کو تیار رہنے کے لئے کہا وہ دونوں کو لے کر برآمدے میں آئی اور اس نے نصیحت کی میں دونوں خرگوش چھوڑوں گی کتے ان دونوں کے پیچھے بھاگیں گے۔ بس اسی ایک دو منٹ میں بھاگ کر تم بھی برآمدے کی چار دیواری سے باہر نکل جانا حویلی کے پھاٹک کی اونچائی تقریباً پانچ فٹ ہے۔ تم آسانی سے دوسری طرف چھلانگ لگا سکتی ہو لیکن یاد رکھو تھوڑی سی دیر بھی تمہاری موت کا باعث بن سکتی ہے۔ لڑکیاں تو پہلے ہی اپنے آپ کو موت کے منہ میں سمجھ رہی تھیں۔ ان کے لئے زندگی بچانے کا یہ سنہری موقع تھا۔ دونوں ماریا کے پیچھے باہر نکل آئیں جونہی کتوں نے غیر مانوس خوشبو محسوس کی اور وہ ہوشیار

ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے ماریا نے دونوں خرگوش چھوڑ دیئے۔ چاروں کتے ان پر جھپٹے اور خرگوشوں نے اپنی جان بچانے کے لئے تیز دوڑ لگائی اور اونچی اونچی چھلانگیں لگاتے ہوئے ایک طرف نکل گئے۔ کتوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ماریا نے دونوں لڑکیوں سے کہا نکل بھاگو۔ دونوں لڑکیاں تیز بھاگتی ہوئی حویلی کے پھاٹک پر آئیں اور اوپر چڑھ کر دوسری طرف کود گئیں۔ اور دوڑتی ہوئی کافی دور تک نکل گئیں کتوں کی آواز سن کر ڈاکٹر اور حبشی نوکرانی دونوں لڑکیوں کے کمرے کی طرف گئے اور لڑکیوں کو نہ پا کر بھاگتے ہوئے باہر آئے کتوں کو آوازیں دیں۔ مالک کی آواز پر چاروں کتے بھاگتے ہوئے آئے۔ جن میں سے دو کے منہ میں جنگلی خرگوش تھے پھر دونوں نے حویلی کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن لڑکیوں کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ دونوں لڑکیاں حویلی سے کافی دور جنگل میں بھاگتی ہوئی داخل ہو گئی تھیں ماریا نے دونوں کو آواز دی تو رک گئیں۔ ماریا نے کہا اب کوئی خطرہ نہیں ٹھہر جاؤ مجھے سوچ لینے دو کہ تمہیں کیسے محفوظ جگہ پر پہنچاؤں۔ ماریا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ انہیں دور سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں اپنے قریب آتی سنائی دیں۔ ڈاکٹر ان کی تلاش میں جنگل ہی کی طرف آ رہا تھا۔ اب تو ماریا کے لئے ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں کی زندگی بچانا مشکل ہو گئی۔ اس نے دونوں لڑکیوں کے ہاتھ تھامے اور اپنے روایتی انداز میں بڑی بڑی چھلانگیں لگانا شروع کر دیں۔ جو تقریباً اڑنے کے برابر تھا۔ کتے بدستور ان کے پیچھے آ رہے تھے۔ کیونکہ ڈاکر نے انہیں کھلا چھوڑ دیا تھا اور خود گھوڑے پر سوار کتوں کا پیچھا کر رہا تھا۔ ساری رات اس گھنے جنگل میں موت اور زندگی کی آنکھ مچولی ہوتی رہی۔ اگر معاملہ صرف کتوں کا ہوتا تو ماریا انہیں کسی درخت پر چڑھا دیتی لیکن یہاں تو موت ڈاکر کی صورت میں ان کے پیچھے آ رہی تھی اور رات کا سیاہ کفن اٹھتے رات دبے پاؤں گزر رہی تھی اور پو پھٹنے لگی تھی۔ اچانک ماریا کی نگاہ ایک کٹیا پر پڑی جو اس جنگل میں اسے غیر فطری محسوس ہوئی اور وہ دونوں لڑکیوں کو لے کر اس کے دروازے پر پہنچ گئی۔ کتوں کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ جو پیچھے آ رہے تھے اور انہوں نے دونوں لڑکیوں کے ہیولے دیکھ لئے تھے۔ ساری رات کی بھاگ دوڑ نے انہیں بھی تھکا دیا تھا ان کی لمبی زبانیں باہر لٹک رہی تھیں۔ اور سانس لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ان کے پیچھے گھوڑے کے ٹاپوں کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ ماریا کٹیا کے اندر داخل ہو گئی۔ جہاں ایک بزرگ کفن پہنے زمین پر بیٹھا عبادت میں مصروف تھا۔ ان کی آمد پر اس نے آنکھیں کھول دیں اور کہا دنیا اب

تو میرا پیچھا چھوڑ دے میں نے تجھے کب کا چھوڑ دیا ہے۔ کفن پہنے قبر کی زمین پر بیٹھا خدا کو تلاش کر رہا ہوں۔ لڑکیاں سہمی ہوئی کھڑی تھیں۔ ماریا نے کہا محترم بزرگ جیتے جی انسانوں کو چھوڑ کر آپ اس ویرانے میں خدا کو تلاش کر رہے ہیں۔ خدا کو انسانوں میں رہ کر تلاش کریں۔ عبادت کرنی ہے تو سب سے بڑی عبادت انسان کی خدمت ہے بزرگ نے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے ماریا کی طرف دیکھا اور کہا لڑکی کیا آج کے انسان کو تم انسان کہتی ہو اگر یہ انسان ہے تو شیطان کسے کہتے ہیں جو لوگ اپنی خواہشات کے غلام ہو کر دوسروں کی زندگیوں کو کھلونا سمجھتے ہیں۔ ایک زندگی بچانے کے لئے سو جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ کیا ان کی خدمت کرنا عبادت ہے۔ تو ان دونوں کو وہاں سے نکال کر کیوں لائی ہے۔ جا ویرانے سے آبادی کی طرف لوٹ جا تاکہ یہ دونوں بھوکے کتوں کی خوراک بن جائیں۔ ان کا پیٹ بھرنا بھی تو عبادت ہے۔ کیا لڑکی۔ زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں ہے تو بچا لے انہیں پیچھے آتی موت ہے۔ یہ ساری باتیں تیرے بس کی نہیں ہیں۔ بیٹی تیرے اندر ایک خوبصورت اور نیک روح ضرور ہے جو صدیوں سے انسانی خدمت کر رہی ہے۔ تو زمانے کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے لیکن میں تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ان کی آواز بہت ہی قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ جو
بے رحموں کو شاباش دے کر ان کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ ماریا نے
کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ زندگی اور موت کا مالک خدا ہے۔
لیکن اگر موت آ گئی ہے تو میری جدوجہد ان کو نہیں
بچا سکتی۔ بوڑھے نے کہا۔ بیٹھ جا بیٹی اور تم دونوں بھی بیٹھ
جاؤ۔ میں خود زمین پر بیٹھا ہوں تمہارے لئے میرے پاس کوئی چیز
نہیں لہٰذا اسی زمین پر بیٹھ جاؤ۔ جہاں مرنے کے بعد ہمیں ایک
لمبا عرصہ گزارنا ہے۔ گھبراؤ نہیں بیٹی یہ کٹیا حرص و ہوس میں
گرفتار بندوں کو نظر نہیں آتی اسے بے لوث اور لالچ
سے پاک نگاہ ہی دیکھ سکتی ہے۔ تھک ہار کر واپس لوٹ
جائیں گے۔ تب ماریا نے کہا مقدس بزرگ میں اس آدمی
کی بیٹی کی روح بھی واپس لانا چاہتی ہوں جسے خونی جادوگر
لے گیا ہے۔ آپ نے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے لیکن میری
زندگی کا مقصد انسانوں کی بھلائی ہے۔ میں نے تیری زندگی کی
ساری کتاب پڑھ لی ہے۔ بتا میں تیری کیا خدمت کر سکتا
ہوں۔ ماریا نے کہا مقدس بزرگ اس خونی جادوگر سے
مریم کی روح کو واپس لانے کے لئے میری مدد فرمائیں۔ اور ان
دونوں لڑکیوں کی ذمہ داری سے مجھے سبکدوش فرمائیں اور انہیں
واپس اپنے ماں باپ کے پاس بھجوا دیں۔ بزرگ نے کہا تیرے

لئے یہ ذمہ داری قبول کر لیتا ہوں۔ یہ میرے کام کی ابتدا
اسی بیٹھی ہوئی ... سے ہو گی۔ جس کا پتہ مجھے فادر ڈیوس سے
مل جائے گا۔ یہ لڑکیاں اپنے گھر پہنچ جائیں گی۔ تو اطمینان سے
اپنی مہم پر جا سکتی ہے۔ ماریا نے بزرگ کا شکریہ ادا کیا
اور باہر نکل گئی۔ اب وہ جنگل کی بجائے شہر میں بنے ہوئے
گرجے کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ جہاں فادر ڈیوس رہتا تھا۔

○

ناگ نے جب دیکھا کہ میں چاروں طرف سے ڈاکوؤں میں گھر
گیا ہوں تو وہ نقشے سمیت ہی ایک بڑا پرندہ بن کر آسمان کی
طرف اُڑ گیا۔ لاہوت خود ایک مشہور جادوگر تھا اور یہی وجہ تھی
کہ آج تک بڑے سے بڑی حکومت اس صحرائی ڈاکو کو گرفتار
کرنے میں ناکام رہی تھی۔ جو یہاں سے گزرنے کا خراج لوٹ مار
کی صورت میں وصول کر لیتا تھا۔ لاہوت دیکھ کر مسکرایا اور پھر وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عقاب کی صورت اُڑا اور اس نے ناگ کو جو پرندہ بن کر اُڑا تھا دبوچ لیا۔ ناگ کے وہم میں بھی نہیں تھا کہ لاہوت اچانک اس طرح حملہ کر دے گا۔ عقاب نے اپنے پنجے اس طرح ناگ کے گوشت میں گاڑ رکھے تھے کہ ناگ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بہت بدلنے کی کوشش کی لیکن لاہوت کا جادو اس پر غالب آ گیا تھا۔ وہ ناکام ہو گیا۔ لاہوت اسے واپس زمین پر لایا اور خود دوبارہ انسانی روپ میں آ گیا۔ لاہوت نے ایک جادوئی پنجرہ اپنے جادو سے بنایا اور اس پرندے کو اس میں ڈال کر ساتھ لے چلا۔ نقشہ جو پرندے کی چونچ میں دبا ہوا تھا۔ لاہوت نے پہلے ہی حاصل کر لیا تھا۔ ناگ حیران تھا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہوا ہے۔ اس نے پنجرے میں بھی اپنے آپ کو بدلنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن لاہوت کے جادو کے سامنے بے بس ہو گیا۔ اب رات ہو چکی تھی لاہوت نے ڈیرہ ڈالنے کے لئے حکم دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ریت کے میدان میں خیمے آراستہ کر دیئے گئے۔ اور آگ جلا کر بکرے بھونے جانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکو شکم سیر ہو کر ان کا گوشت کھا رہے تھے۔ کھانے کے وقت لاہوت نے پنجرہ سامنے رکھ کر جادو کا منتر پڑھا۔ ایک چھوٹی سی سنہری کیل اس کے ہاتھ میں موجود تھی۔ پڑھ کر کیل پر پھونک دیا اور وہ کیل پرندے کے

سر میں گاڑ دی۔ پھر پنجرہ کھول کر پرندے کو باہر نکالا اور کہا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو دوبارہ انسان بن جا۔ لیکن اب تیرے دماغ پر میرا قبضہ ہو گا۔ تو ایک غلام کی صورت میں میرا حکم بجا لائے گا۔ پھر کچھ پڑھا اور پھونک ماری ناگ پرندے سے پھر انسان بن گیا۔ لاہوت نے قہقہہ لگایا۔ ناگ نے جھک کر کہا۔ کیا حکم ہے میرے آقا۔ میں تیرا غلام ہوں۔ لاہوت نے کہا غلام یہ نقشہ دیکھ کر بتا مجھے اسے حاصل کرنے کے لئے کس سمت روانہ ہونا ہے۔ ناگ نے نقشہ دیکھ کر کہا میرے آقا سورج نکلتے ہی جس سمت تیرا سایہ ہو گا۔ اُدھر ہی روانہ ہو جا یہی سمت ٹھیک رہے گی۔ اب لاہوت نے ناگ کو پوری طرح اپنے جادو کے زور سے قابو کر لیا تھا۔ اس لئے اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس نے ناگ کو دوبارہ پرندہ بنانے کی ضرورت محسوس نہ کی ویسے بھی اسے بار بار نقشے کے لئے ناگ کی ہدایات درکار تھیں لہٰذا ناگ کے دماغ پر وہ مکمل طور پر قبضہ جما چکا تھا۔ کھانے کے بعد قہوے کا دور چلا اور پھر رات بھر محفل گرم رہی اور سورج کے نکلتے ہی لاہوت خیمے کے باہر آ گیا۔ اپنا سایہ دیکھا اور اسی سمت کوچ کا حکم دے دیا۔

ناگ نے کہا میرا گھوڑا کہیں بھاگ گیا ہے۔ سواری کے لئے مجھے بھی ایک گھوڑا دو تاکہ میں خزانے تک تمہاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راہنمائی کر سکوں۔

لاہوت کے اشارے پر ایک ڈاکو نے اپنا گھوڑا اسے پیش کر دیا اور خود دوسرے ساتھی کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ناگ نے اپنا گھوڑا سرپٹ صحرا میں چھوڑ دیا۔ جب کہ لاہوت اس کے شانہ بشانہ جا رہا تھا۔ اور باقی ڈاکو دونوں کے پیچھے تھے۔ یہ سفر غروب آفتاب تک جاری رہا اور پھر تاریکی ہوتے ہی لاہوت کے حکم پر اسی جگہ خیمے گاڑ دیئے گئے۔ آگ جلائی گئی اور بکرے بھونے جانے لگے۔ خیموں کے اندر اور باہر مشعلیں روشن کر دی گئیں۔ سردار کے خیمے میں لاہوت اور ناگ ہرن کی کھال پر بنا ہوا وہ نقشہ سامنے رکھے اس پر گفتگو کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں بکروں کی رانیں صحرائی پھل ان کے سامنے پیش کر دیئے گئے۔ جسے سب نے مل کر کھایا۔ کھانے کے بعد قہوے کا دور چلا اور سب خیموں سے باہر نکل آئے۔ کیونکہ باہر کسی ڈاکو نے بربط سنبھال لیا۔ پھر ڈفوں پر ہاتھ پڑنے لگے اور ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ دو رقاصائیں صحرائی عورتوں کا لباس زیب تن کیے ایک خیمے سے برآمد ہوئیں اور رقص و سرود کی یہ محفل صبح تک جاری رہی۔ ناگ کو حیرانی میں ڈوبا دیکھ کر لاہوت نے کہا۔ تم حیران ہو کر ہمارے ساتھ کوئی عورت نہ تھی۔ پھر یہ رقاصائیں کہاں سے آ گئیں۔ لیکن تم نے ہمارے لباس پر نگاہ نہیں کی جس میں چھپی ہوئی شخصیت کا پتہ چلانا انتہائی مشکل ہے کہ وہ عورت ہے یا مرد۔ ہمارے گروہ میں عورتیں بھی ہیں لیکن اس لباس میں وہ بھی مرد ہی معلوم ہوتی ہیں۔ پھر سورج کی پہلی کرن کے ساتھ وہ تمام سامان سمیٹ چکے تھے۔ اور ایک دفعہ پھر انہوں نے اپنے گھوڑے سرپٹ منزل کی طرف ڈال دیئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ناگ اور لاہوت نے اپنے گھوڑے روکے اور نقشہ نکال کر دیکھا۔ پھر آپس میں گفتگو کرنے کے بعد انہوں نے مشرق کی طرف رخ کیا پھر وہ اس وقت تک سفر کرتے رہے جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ انہوں نے اپنے گھوڑے روک لئے تب ناگ نے سامنے والے ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ پہاڑی بکرے کی شکل کا ٹیلہ ہے۔ دراصل نیچے یہ پتھر کا بنا ہوا پہاڑی بکرے کا بت ہے اس پر ہواؤں سے ریت بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔ نقشہ میں دکھایا ہے کہ غروب آفتاب کے وقت اس ٹیلے کے سائے کو دیکھو جس طرف اس کا سایہ ہو گا اسی طرف کا رخ کرو۔ لاہوت نے حیران ہوتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوئے کہا۔ بہت خوب دیکھنے پر یہ پہاڑی بکرے کا مجسمہ نظر آتا ہے عام نظر سے دیکھو تو ایک معمولی ٹیلہ ہے ریت کا پھر انہوں نے اس کے سائے کی سمت گھوڑے ڈال دیے لیکن تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں پھر ڈیرہ ڈال دینا پڑا۔ کیونکہ اب تمام صحرا نے رات کا کالا کفن پہن لیا تھا خیمے جلدی ہی نصب کر دیئے کیونکہ ہوا نے تیزی اختیار کر لی تھی اور صحرا میں رہنے والے سمجھ جاتے ہیں کہ رات کسی بھی وقت بادِ صرصر کا طوفان آئے گا لہٰذا ہر آدمی طوفان سے بچنے کی پیش بندیوں میں مصروف ہو گیا۔ آج بھی ناگ کا بستر لاہوت کے خیمے میں تھا۔ لیکن لاہوت نے آج نقشہ ناگ سے لے لیا تھا یہ اس بات کی پیش بندی تھی کہ اگر طوفان شدت اختیار کر گیا اور ان تمام لوگوں کو جو اس وقت اکٹھے بندھے ہوئے مٹھے کی طرح ہیں۔ اپنے زور سے تنکوں کی صورت بکھیر کر اپنے ساتھ لے گیا تو نقشہ تو میرے خیمے میں موجود ہوگا۔ ان صحرانشینوں کی زندگی میں ایسے کئی طوفان آچکے تھے جن میں سارے ساتھی تنکوں کی طرح بکھر گئے تھے اور پھر طوفان ختم جانے کے بعد کئی روز ایک دوسرے کی تلاش کرنے میں مصروف رہے تھے۔ لاہوت اپنے خیمے میں پریشانی سے ٹہل رہا تھا۔ تیز ہوا سے خیمے میں بھونچال سا آیا ہوا

تھا اور جلتی ہوئی مشعل ہوا کے زور سے پھڑ پھڑا رہی تھی لاہوت نے کہا شاید قسمت ہمارے خلاف جا رہی ہے۔ ورنہ اس موسم میں طوفان بالکل نہیں آتے۔ ناگ نے مزہ لیتے ہوئے کہا قسمت کی بات مت کرو سردار آخر تم فرعونوں کے خزانے کو حاصل کرنے کی نیت سے نکلے ہو۔ جن کے جادوگروں اور ساحروں کو زمانہ مانتا ہے۔ جوں جوں خزانے والی جگہ قریب آئے گی ہمیں مختلف قسم کے اسراروں سے واسطہ پڑے گا۔

بوڑھا کہتا تھا آج بھی کاہنوں کی روحیں اس کی حفاظت کر رہی ہیں یہ بوڑھا بھی انہیں کے خاندان سے تھا۔ اس نے بتایا تھا نقشہ حاصل کر لینا تو بڑی بات نہیں۔ اصل بات تو خزانے تک پہنچنا اور اسے حاصل کرنا ہے۔ جہاں کے جادوئی جنتر منتر اور وہاں آنے والوں کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں سینکڑوں سالوں میں کئی دفعہ بڑے بڑے بادشاہوں۔ ڈاکوؤں اور جادوگروں نے اس خزانے کو حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن آج بھی اس جگہ ان کی ہڈیوں کے ڈھانچے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ فرعونوں کا خزانہ ہے۔ اسے یا تو فرعونوں کا کوئی فرزند حاصل کر سکتا ہے یا مقدس کاہنوں کے خاندان کا کوئی فرد۔ لاہوت کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں اور اس نے کہا نوجوان اگر ان تمام باتوں سے تمہاری مراد ہے کہ میں خائف ہو کر اپنے ارادے سے باز آجاؤں گا۔ تو یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہارا خیال خام ہے۔ میں بچپن سے لے کر جوانی تک خطرات سے کھیلتے جوان ہوا ہوں اور آج اس صحرا کا بے تاج بادشاہ کہلاتا ہوں۔ کوئی قافلہ بھی خواہ وہ کسی ہی بڑی سے بڑی سلطنت کا کیوں نہ ہو مجھے خراج دیئے بغیر اس صحرا سے نہیں گذر سکتا۔ میری گرفتاری کے خواب کئی بادشاہوں اور امیروں نے دیکھے لیکن آج تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ مجھے امید ہے تم آئندہ اس سلسلے میں اپنا منہ بند رکھو گے۔

تیز ہوا نے اب باقاعدہ آندھی کی صورت اختیار کر لی تھی۔ فضا میں زمین سے آسمان تک ریت ہی ریت اُڑتی دکھائی دے رہی تھی۔ خیموں سے بندھے کئی گھوڑے رسیاں تڑا کر بھاگ نکلے تھے۔ خیموں میں جلتی ہوئی مشعلیں گل کر دی گئی تھیں کیونکہ ان سے خیموں میں آگ لگ جانے کا خطرہ تھا۔ خیمے درختوں کے پتوں کی طرح سے آندھی کے زور سے ہل رہے تھے اور ان کی کئی بندشیں بھی ٹوٹ کر رہ گئی تھیں جس سے ان کا تناسب متاثر ہو کر رہ گیا تھا۔ اور پھر آندھی کے زور سے کئی خیمے زمین پر آ رہے اور ان کے مکین اپنی جان بچانے کے لئے جدھر سینگ سمائے بھاگ گئے۔ آندھی کا زور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی گیا۔ اور سارے ہی خیمے غبارے کی طرح سے اُڑ گئے۔ اور چند ایک کے چیتھڑے جھول گئے

پھر یہ خوفناک آندھی انسانوں اور جانوروں کو سوکھے تنکوں کی طرح سے اپنے ساتھ بہا کر لے گئی۔ طوفان صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی رُک گیا لیکن اب اس جگہ دُور دور تک ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اتنے بہت سے آدمیوں کو طوفان نگل گیا تھا۔ خدا جانے ان میں سے کوئی زندہ بھی بچا تھا کہ نہیں۔ ناگ نے ریت کے ایک ٹیلے میں سے اپنا منہ نکال کر دیکھا۔ جس نے اس وقت اپنے آپ کو ناگ میں تبدیل کر لیا تھا اور ریت کے ایک ٹیلے میں پناہ لے لی تھی۔ تاحدِ نظر ریت ہی ریت تھی۔ بلکہ ریت کا سمندر تھا۔ دوسری طرف سردار کو ہوش آیا تو اس کا دم گھٹ رہا تھا اُسے محسوس ہوا کہ کسی نے اسے زندہ قبر میں دفن کر دیا ہے۔ اُس نے گھبرا کے جیا اس کے دھکیل ریت کے تو اپنے آپ کو زمین دوز کسی تہہ خانے میں پایا۔ خدا جانے کہاں سے روشنی آ رہی تھی۔ اور اب بھی اس کے سامنے کئی تابوت کئی من وزنی سونے اور چاندی کھا یہ تو ہوئے پڑے تھے۔ اور ان تابوتوں کے پاس سونے اور جواہرات کے ڈھیر پڑے تھے۔ جن میں ایک ڈھانچہ اسکا بھی تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ سب کچھ سکتا تھا۔ لیکن اپنے آپ کو جنبش تک نہیں دے سکتا تھا۔ گویا اس کے جسم کا گوشت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گل سڑ گیا تھا۔ اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا لیکن اس کی روح زندہ تھی اور سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اچانک زور سے بجلی چمکی اور ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی سب تابوتوں کے ڈھکنے کھل گئے۔ اور ان میں سے فرعون نکل نکل کر باہر آنے لگے۔ اور اُن کے تابوتوں کے ڈھکنے کھلتے ہی تخت کی صورت اختیار کر گئے اور وہ سب اُن پر براجمان ہو گئے۔ اُن کی آنکھیں غیض و غضب سے دہک رہی تھیں۔ پھر اُن کے سامنے والی تابوتوں کی لائن کے ڈھکنے کھلے اور کچھ لوگ کاہنوں کے لباس میں نکل کر سامنے آ گئے۔

تب سیمی رامس فرعون نے اپنی گرجدار آواز میں اُن بھاگ نکلے تھا۔ شاید تم لوگ اپنے کیئے ہوئے وعدے کو کیونکہ ان سے بے خبر لوگ اس خزانے کی تلاش میں یہاں درختوں کے ۔جب ایک کاہن نے آگے بڑھ کر کہا اے اوران کے درہم رہتی دنیا تک اس خزانے کی حفاظت تمارے۔ یہاں لوگ پہنچ تو سکتے ہیں لیکن تیرا خزانہ کوئی نہیں لے سکتا۔ سردار کو بڑی حیرت ہوئی۔ ان کاہنوں میں وہ بوڑھا بھی موجود تھا۔ جس کے سینے میں خنجر مار کر اس نے نقشہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ تب فرعون نے تالی بجائی۔ قوی ہیکل اور خوف ناک خونی چہروں والے جلاد ننگی

تلواریں لے کر دیواروں سے نکل پڑے۔ اُن کے ہاتھوں میں موٹی موٹی لوہے کی زنجیریں بھی تھیں۔ فرعون نے حکم دیا ان تمام ناہنجاروں کو زنجیروں میں جکڑ کر جنگلی گھوڑوں کے ساتھ باندھ دیا جائے اور پھر گھوڑوں کی پیٹھوں پر کوڑے برسائے جائیں۔ تمام ڈھانچوں کو زنجیریں پہنا دی گئیں۔ ایک طرف سے چند غلام وحشی خونخوار جنگلی گھوڑے لے کر حاضر ہو گئے تب حبشیوں نے تمام ڈھانچوں کو زنجیروں میں جکڑ کر گھوڑوں سے باندھ دیا اور اُن پر کوڑے برسائے گئے۔ خوف ناک ہنہناہٹ کے ساتھ وحشی گھوڑے الف ہوئے۔ اُن کے منہ سے غصے کی وجہ سے جھاگ بہنے لگے۔ اور وہ ڈھانچوں کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے سرپٹ ہو گئے۔ سردار نے محسوس کیا اس کے جسم کو بُری طرح گھسیٹا جا رہا ہے۔ اور چند لوگ ریت کے ٹیلے سے اسے کھینچ کر باہر نکال رہے ہیں۔ نقشہ اب بھی اس کے داہنے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا یہ تو کوئی قافلہ تھا۔ وہ ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گیا اور ایک بوڑھے سے سوال کیا میں کہاں ہوں۔ بوڑھے نے کہا بیٹے ہمارا قافلہ یہاں سے گزر رہا تھا۔ تیز ہوا کے چلنے سے اس ٹیلے کی ریت اُڑ اُڑ کر زمین پر نئے ٹیلے بنانے لگی۔ ہم نے دیکھا انسانی ٹانگ ہمیں ریت کے ٹیلے میں دبی نظر آئی۔ ہم سمجھ

گئے کل جو طوفان آیا ہے اسی کی وجہ سے کوئی بے چارہ ریت
میں دب گیا ہے۔ لہذا تمہیں گھسیٹ کر بڑی مشکل سے باہر
نکالا ہے خدا کا شکر ہے تم زندہ ہو اور ہماری محنت ضائع
نہیں ہوئی۔ لاہوت نے اٹھ کر جائزہ لیا کافی بڑا قافلہ
تھا۔ اور کئی لاکھوں کا سامانِ تجارت لے کر جا رہا تھا۔
اس کے منہ میں پانی بھر آیا لیکن مجبوری تھی اس کے
ساتھی اس سے بچھڑ چکے تھے۔ تب اس قافلے کے سردار
نے اسے اپنے خیمے میں بلایا اس کو کھانے میں پنیر اور
دودھ دیا گیا۔ اس دوران بقایا تجربہ کار اور بوڑھے
سوداگر بھی خیمے میں جمع ہو گئے۔ اور راستے کے متعلق
گفتگو ہونے لگی۔ سردار نے کہا میرے خیال میں نخلستانِ صبور
سے جو راستہ ہو کر گزرتا ہے وہ ہی اس صحرائی ڈاکو لاہوت
سے محفوظ ہے۔

دوسرے نے کہا۔ اس طرح ہمیں کوئی چار کوس کا
چکر کاٹ کر جانا پڑے گا۔ تیسرے نے کہا نہ جانے اس
منحوس سے کب پیچھا چھوٹے گا۔ کم بخت مرتا بھی نہیں
کسی اور نے کہا وہ مر بھی گیا تو کوئی اور ساتھی اس
کی جگہ لے لے گا۔ سردار نے کہا میرا بس چلے تو اس حرامی
کو بھوکا اور پیاسا مار دوں۔ لاہوت نے پنیر کا ٹکڑا منہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں رکھتے ہوئے کہا۔ سردار مارنے والے سے بچانے والا بڑا
عظیم ہے۔ سب نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔ تو
لاہوت نے بات بناتے ہوئے کہا۔ اب دیکھئے حکومت
نے کتنی کوشش کی مگر اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ وہ آج
بھی آزاد ہے۔

سردار نے کہا تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ یہ سب ہمارے
اعمالوں کی سزا ہے جب تک ہم ایمانداری سے تجارت کرتے
آئے ہیں نمک کے برابر اسلام کے بتلائے ہوئے اصول کو
مدِ نظر رکھ کر منافع لیتے تھے۔ تجارت بھی خوب چلتی تھی اور
کبھی کسی قافلے کے لٹنے کی اطلاع بھی نہیں آتی تھی۔ ہم نے
لالچ کیا۔ منافع تو کئی گنا ہو گیا لیکن مال و دولت اور
زندگی کا کوئی تحفظ نہیں رہا۔ تب سردار نے لاہوت کی
طرف دیکھ کر کہا۔ کیوں بھائی تم تنہا کہاں جا رہے تھے۔
جو آندھی کی نذر ہو گئے۔ لاہوت نے کہا میں تنہا نہ تھا
میں بھی ایک قافلے ہی کے ساتھ سفر کر رہا تھا لیکن اس
خوفناک آندھی نے سب کو تنکوں کی طرح بکھیر دیا۔ میں
نخلستانِ صبور تک آپ لوگوں کے ہمراہ چلوں گا۔ شاید وہیں
بقایا بچے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات ہو جائے۔ تم جہاں تک
چاہو۔ ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔ مجھے امید نہیں اب تم اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حال اور ساتھیوں کو پاسکو۔ جو بے چارے آندھی سے بچ گئے ہوں گے وہ اسی صحرائی درندے لاہوت کی نذر ہو جائیں گے۔ لاہوت کو اپنی تعریفیں سن سن کر بڑا مزہ آرہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا اگر ان کو علم ہو جائے کہ وہ صحرائی درندہ خود خانہ بدوش ہو کر ان میں پناہ گزیں ہے تو اس کی تکا بوٹی اڑا دیں۔ لاہوت اور اس کے ساتھیوں کا یہ اصول تھا۔ کہ جب بھی وہ کسی حادثے میں بچھڑ جاتے نخلستان صبور میں پہنچ جاتے اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرتے۔ اسی طرح ایک ایک کرکے وہ پھر منظم ہو کر اپنی جماعت بنا لیتے۔ اسی چیز کے پیشِ نظر لاہوت نخلستانِ صبور جانا چاہتا تھا۔ وہ پھر اپنی طاقت یکجا کرکے خزانے کی تلاش میں جانا چاہتا تھا۔ جو اس کے پاس محفوظ تھا اور جس کے متعلق وہ ناگ سے کافی معلومات حاصل کر چکا تھا۔ آخر یہ قافلہ منزلیں طے کرتا ایک صبح نخلستانِ صبور پہنچ گیا۔ یہاں آکر لاہوت کو اپنے کئی ساتھی مل گئے۔ اور بقایا کے لئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ تین چار یوم اور ان کا انتظار کریں گے۔ پھر خزانے کی تلاش میں روانہ ہو جائیں گے۔ اب قافلوں کو لوٹنے میں لاہوت کی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ وہ ایک ہی دفعہ محنت کرکے اپنے پورے گروہ کے لئے نہ ختم ہونے والی دولت کا ذخیرہ

حاصل کرنا چاہتا تھا جس سے ساری بقایا زندگی شاہانہ طور سے گزر جائے۔ ان ہی تین چار دنوں میں کئی بقایا اور ساتھی بھی یہاں پہنچ گئے جب کہ ناگ بھی ان کی تلاش میں یہاں پہنچ گیا۔ سردار لاہوت کو اس سے مل کر بہت خوشی ہوئی کیونکہ وہ بہتر طور پر انہیں خزانے تک پہنچا سکتا تھا۔ لاہوت نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ایک دفعہ پھر چلنے کی تیاری شروع کر دی۔ ناگ نے پھر لاہوت کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور کہا آندھی والے واقعہ سے سبق حاصل کرے۔ لیکن لاہوت ایک ضدی اور لالچی انسان تھا۔ اس نے صاف طور پر کہہ دیا۔ تم ساتھ نہ دینا چاہو تو تمہیں مجبور نہیں کیا جائے گا کیونکہ نقشہ میرے پاس ہے۔ لیکن میں نے جو ارادہ کیا ہے وہ چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ ریت کی دیوار کی طرح کچا اور بے بنیاد نہیں۔ ایک روز پھر یہ قافلہ مع ساز و سامان کے خزانے کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔ ناگ بھلا ان کا ساتھ کیسے چھوڑتا وہ اپنے خزانے کی حفاظت میں ساتھ ہو لیا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجکماری کی تلاش

عنبر اسی کمرے میں آیا اور اس دروازے کے پاس آکر اس نے پھر ایک دفعہ اسے کھولنے کی کوشش کی۔ جس میں وہ شخص راجکماری کو لے کر غائب ہو گیا تھا۔ آخر کافی کوشش کے بعد اس کا ہاتھ اس طوطے کی چونچ پر پڑ گیا جو ہیرے کو تراش کر بنائی گئی تھی اور طوطا درخت پر بیٹھا پھل کتر رہا تھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ اور عنبر اس میں داخل ہو گیا یہ دروازہ ایک راہداری میں کھلتا تھا۔ جو کافی لمبی تھی اور اختتام پر وہ بائیں طرف مڑ گئی تھی۔ عنبر اس پر چلتا رہا۔ بائیں طرف مڑ کر اسے پھر ایک دروازہ دکھائی دیا۔ یہ بھی اوپر والے درخت ہی کی طرح تھا جو دروازہ نہیں دیوار پر بنا ایک درخت معلوم ہوتا تھا۔

چونکہ عنبر ایسا درخت پہلے باہر دیکھ چکا تھا جسے کھول کر وہ شخص راجکماری کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس لئے اسے یہ جان لینے میں کوئی دشواری نہ ہوئی کہ یہ دروازہ ہی ہے پھر

آگے جا کر راستہ ویسے بھی ختم ہو گیا تھا۔ اس طوطے کی چونچ کو پھر ہلایا۔ لیکن دروازہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ عنبر بہت حیران ہوا اور اس کاریگر کی تعریف دل ہی دل میں کرنے لگا۔ جس نے ہر دروازے کے کھولنے کے لئے علیحدہ طریقہ بنایا تھا۔ تب اس نے طوطے کے مختلف حصوں کو چھیڑ کر دیکھا۔ آخر اس کا ہاتھ اس پھل پر جا لگا۔ جو طوطے کی چونچ کے بالکل سامنے ہی تھا۔ یہ محض اتفاق ہی تھا کہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ یہ کسی تہہ خانے کا دروازہ جس میں سیڑھیاں نیچے اترتی نظر آ رہی تھیں۔ عنبر ان پر قدم رکھتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ آخر ان کا اختتام ایک ہال میں ہوا۔ عنبر نے دیکھا دیواروں پر پرانی وضع کے مختلف قسم کے ہتھیار لٹک رہے تھے۔ اور زرہ بکتروں کی ایک لائن سی لگی تھی جو اس طرح آراستہ کیے ہوئے تھے کہ بالکل پہلی نظر میں پیتل کے چمکدار آدمی کھڑے نظر آتے تھے۔ عنبر نے قابلِ تعریف نظروں سے انہیں دیکھا اور اس ہال کو پار کر کے ایک دروازے سے ایک کمرے میں داخل ہو گیا یہ سونے کا کمرہ تھا۔ جس میں ایک خوب صورت مسہری پڑی تھی۔ جس کے چاروں طرف پھولوں کی لڑیوں کے پردے چاروں طرف مسہری کے گرد پڑے تھے۔ جنہیں اکٹھا کر کے گولائی میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھت پر لگے سونے کے ایک خوب صورت گیند سے جوڑ دیا گیا تھا۔ سامنے ایک میز پر مختلف اقسام کے پھل چنے ہوئے تھے۔ زمین پر ایک نہایت نفیس قالین بچھا ہوا تھا اور حیرت کی یہ بات تھی کہ سامنے دیوار پر راجکماری دتا کی ایک قدِ آدم تصویر لگی ہوئی تھی۔ جس کے پاس وہ آدمی راجکماری کو لے کر کھڑا ہوا تھا اور دونوں کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ عنبر ایک دم ایک ستون کی آڑ میں ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور سننے لگا۔ وہ شخص کہہ رہا تھا۔

راجکماری کوشلیا اِس تصویر کو دیکھ کر بھی آپ کو یقین نہیں آیا کہ یہ محل آپ کا ہی ہے اور یہ کمرہ بھی آپ کا ہے ایک ہزار سال پہلے تمہارے پتا جو کرشن گردھاری کے ماننے والے تھے نے بہت بڑا مندر بنوایا تھا اور اسی میں رہنے کے لئے ایک محل بھی۔ اسی لئے باہر سے یہ عمارت میلوں میں پھیلا مندر نظر آتا ہے لیکن اس کے ایک حصے میں محل بھی موجود ہے۔ تمہارے پتا کا نام راجہ کرشن مورتی تھا اور تمہارا کوشلیا۔ میں تمہارے پتا کی بہت دور دور تک پھیلی ہوئی سلطنت کے وزیرِ اعظم کا بیٹا تھا۔ ہم دونوں بچپن سے ساتھ کھیلے تھے۔ میں تم سے بچپن سے پیار کرتا تھا لیکن بڑے ہونے پر تمہارے پتا

نے تمہاری شادی کسی راجہ کے بیٹے سے کر دی۔ میرا دل ٹوٹ گیا اور میں نے قسم کھائی کہ اِس جنم میں تم میری نہ ہو سکیں تو دوسرے جنم میں میں تمہیں ضرور حاصل کروں گا۔

اس کے لئے ضروری تھا کہ میں اپنے آپ کو امر کر لوں۔ مجھے موت نہ آئے تاکہ تم پھر جب جنم لے کر جوان ہو تو میں تمہیں پہچان لوں۔ راجکماری نے کہا یہ جھوٹ ہے مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ تم مجھے کوئی دھوکہ باز معلوم ہوتے ہو۔ جو مجھے اپنے جال میں پھنسانا چاہتے ہو۔ تب پھر اس شخص نے کہا جس شخص کا نام منموہن تھا۔

راجکماری پہلے سب کچھ سن لو کوئی منش اتنی بڑی کٹھن منزل طے نہیں کر سکتا جو میں کر چکا ہوں۔ میرے پیار کا اپمان مت کرو۔ آج صرف مجھے بولنے دو تم سنتی رہو۔ میں دن رات دنیا سے منہ موڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل گیا تاکہ کسی صورت امر ہونے کا راز جان سکوں۔ میرے غم میں میرا وزیر باپ رو رو کر اندھا ہو گیا۔ لیکن میں اپنی دھن میں رہا۔ جوگیوں اور پنڈتوں کا ایک معمولی سیوک بن کر سیوا کرتا رہا اور تب میری ملاقات بدھ کے ایک بھکشو سے جنگل میں ہو گئی جس کی میں نے کئی سال سیوا کی تب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا کر اس نے مجھے ایک ایسا جاپ بتایا جسے پورا کرنے کے بعد میں امر ہو سکتا تھا۔ اس جاپ کے لئے جو تکلیفیں میں نے اُٹھائیں اُن کا ذکر اس لئے نہ کروں گا کہ اس سے تمہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے لیکن میں نے وہ جاپ پورا کر کے اپنے آپ کو امر کر لیا۔ اسی جاپ کے دوران مجھ سے بھول ہو گئی تھی کہ میں وشنو بھگوان کو نہ پہچان سکا۔ جو ایک بھکاری کے روپ میں آ کر مجھ سے کچھ کھانے کو مانگ رہے تھے۔ مگر میں تو اپنے جاپ میں مگن تھا۔ تب جاتے جاتے وشنو بھگوان نے اپنا روپ ختم کیا۔ اور اپنی اصلی شکل میں سامنے آئے۔ اور مجھے بد دعا دی کہ جاؤ جس کے دھیان میں مجھے بھول گئے ہو وہ تمہیں دس جنم اور اسی طرح تڑپاتی رہے اور تم اسے حاصل نہ کر سکو۔ مجھے بے حد دکھ ہوا میری ساری زندگی کی محنت پر پانی پھر گیا۔ میں نے بدھ کے بھکشو جو میرے گرو بھی تھے سے جا کر اس کا اپائے پوچھا تو انہوں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا نادان تجھ سے بڑی بھول ہوئی ہے میں بھگوان وشنو کے منہ سے نکلے شبد واپس نہیں لا سکتا۔ تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہوگا۔ راجکماری دس بار جنم لے گی۔ تو اسے پہچان کر بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ گیارھویں جنم میں وہ بھی راجکماری بن کر جنم لے گی اور تو اسے حاصل کرنے میں

کامیاب ہو گا۔ راجکماری میں نے ایک ہزار سال تمہاری جدائی میں مر مر کر گزارے ہیں۔ کاش اس جدائی سے موت ہی آ جاتی لیکن اب وہ بھی میرے بس میں نہیں۔ میں امر ہو چکا ہوں تم نے گیارھویں بار جنم لیا ہے اس سے پہلے دس بار تم مختلف جگہ جنم لے چکی ہو۔

ہر جنم میں تمہیں حاصل کرنے کے لئے میں نے سر دھڑ کی بازی لگائی ہے لیکن وشنو بھگوان کی بد دعا کیسے ٹل سکتی ہے۔ ہر بار ناکام ہوا ہوں۔ لیکن گرو کے کہنے کے مطابق اس بار تم نے راجکماری بن کر جنم لیا ہے۔ ذرا سوچو میں نے کس طرح ایک ہزار سال تمہاری جدائی میں گزار کر تمہاری تپسیا کی ہے اس قربانی کا صلہ یہ نہیں کہ اس بار بھی تم مجھے دھوکے باز کے نام سے پکارو۔ کتنی صدیاں میں جدائی کے انگاروں پہ لوٹا ہوں۔ عنبر سارا معاملہ سمجھ چکا تھا۔ راجکماری نے کہا میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا نہ ہی مجھے کچھ یاد آ رہا ہے۔ آ بھی کیسے سکتا ہے جب کہ تمہارے کہنے کے مطابق میرا یہ گیارھواں جنم ہے۔ مجھے تو صرف اتنا ہی اپنے پتا جی کا دھیان ہے جو میرے کھو جانے سے نا جانے کتنے پریشان ہو گئے۔ بڑی منتوں اور مرادوں سے انہوں نے مجھے بھگوان سے لیا تھا۔ لیکن افسوس بھگوان نے دوبارہ اپنے گھر بلا کر اُن کو لوٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیا اور اپنی دی ہوئی دان کو واپس لے لیا ہے۔ نا جانے اُن کا کیا حال ہو گا۔ دوسری طرف ہر طرح کوشش کے باوجود جب راجکماری رتنا کا پتہ نہ چلا تو راجہ مندر میں وشنو بھگوان کے قدموں میں گر گئے اور کہا بھگوان اپنی بیٹی واپس لے کر جاؤں گا۔ خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا بیٹی نہ ملی تو تیرے چرنوں میں خود کشی کر لوں گا۔ آج کے بعد جب تک بیٹی نہیں ملتی مرن بھرت رکھوں گا۔ تب تک کھانا پینا مجھ پر حرام ہے۔ سب ساتھ آئے ہوئے لوگ بہت پریشان تھے۔ انہوں نے بڑے پنڈت کو جا کر کہا کہ وہ راجہ کو سمجھائیں۔ مگر راجہ پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے پورے عزم کے ساتھ کہا وہ اپنے ارادے سے باز نہیں آسکتا تب اس نے اپنے وزیر سے کہا تم واپس جاؤ اور میرے واپس آنے تک حکومت کرو اگر راجکماری کو لے کر واپس آگیا تو تم سے حکومت واپس لے لوں گا ورنہ تم کو حق ہو گا۔ راجہ بن کر میری رعایا کی خدمت کرو اور تمہارے بعد اس راج گدی پر تمہاری اولاد کا ہی حق ہو گا۔ کیونکہ راجکماری کے بعد میں بھی تو لاولد ہوں۔ وزیر نے بہت سمجھایا۔ راجہ نہ مانا۔ تب اسے مجبوراً راجہ کا کہا ماننا پڑا۔ وہ واپس لوٹ گیا اور راجہ نے وشنو بھگوان کی چوکھٹ

عنبر کے لئے یہ بڑی ہی پریشانی کی بات تھی۔ ایک ہزار سال تک کی جدائی کی آگ میں ایک شخص نے جل جل کر اپنی محبت کے لئے جو قربانی دی تھی وہ قابلِ ستائش تھی۔ دوسری طرف راجکماری کی زندگی تھی۔ ایک ہزار سال پرانے شخص سے محبت ایک غیر فطری سی بات تھی۔ تیسری طرف اس باپ کی محبت تھی۔ جس کی کل کائنات ہی راجکماری تھی۔ وہ کس کے ساتھ انصاف کرے یہ بہت مشکل بات تھی۔ اس کا فیصلہ تو اب صرف راجکماری کے ہاتھ تھا۔ وہ خوشی سے یہاں رہنا چاہے گی یا باپ کی محبت اُسے واپس جانے پر مجبور کرے گی۔ اسے راجکماری کے فیصلے کا انتظار تھا۔ ورنہ راجکماری کو یہاں سے واپس لے جانا تو اس کے لئے کوئی مشکل بات نہ تھی۔ یہ ایک ہزار سال پرانا مُردہ اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔ اب رات ہو چکی تھی۔ منموہن راجکماری رتنا کو لے کر باغ میں بنی ہوئی بارہ دری میں بیٹھا ہوا تھا۔ آسمان پر چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ بارہ دری کے چاروں طرف مختلف قسم کے پھول کھلے پڑے بہار دے رہے تھے۔ باغ میں بنے ہوئے فوارے چل رہے تھے۔ اور اُن سے نکلنے والے پانی کی پھوار ہوا کے دوش پر سوار ہو کر شبنم کی صورت راجکماری اور منموہن تک پہنچ رہی تھی تب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صلہ مجھے نہ دو۔ اتنی تپسیا اگر میں بھگوان کی کرتا تو وہ بھی مجھے
سیوکار کر لیتے لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ تمہارے دل
میں ذرا بھی میرے لئے رحم کا جذبہ نہیں۔ اگر تم اتنی بے رحم
ہو سکتی ہو تو مجھے بھی اپنا چلن بدلنا پڑے گا۔ اگر سیدھی
انگلی گھی نہیں نکلتا تو اسے ٹیڑھا کرنا ہی پڑے گا۔ پتھر سے
ٹکرانے کے لئے خود کو بھی پتھر ہی بنانا پڑے گا۔ تم نے
اپمان کیا ہے میرے پیار کو ایک قصہ کہانی سمجھ کر اس
پر یقین نہیں کیا۔ مجھے اس کہانی کا تمہیں یقین دلانا
ہوگا۔ مجھے اپنی عبادت کا صلہ پانا ہے۔ مجھے گذرے ہوئے
دنوں کو واپس لانا ہے۔ مجھے تم سے شادی کر کے تمہیں اپنی
بیوی بنانا ہے۔ اس دن کے لئے میں نے بہت انتظار کیا
ہے اب تم مل گئی ہو میں بھی انسان ہوں۔ میں نے بڑے
دکھ اٹھائے ہیں اس منزل کے لئے اب جب وہ قریب
آ گئی ہے تو میں راستہ بدل کر پھر گم ہو جانا نہیں چاہتا۔
کل ہی تمہاری شادی میرے ساتھ ہوگی ایک رات باقی ہے
میں تم سے ایک بار پھر التجا کروں گا۔ اس بات پر منصف
بن کر انصاف کرو ورنہ پھر مجھے بے انصافی کرنے سے دنیا
کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ایک طاقت روک سکتی ہے
منموہن وہ ہے بھگوان کی طاقت تم مجھے میری مرضی کے خلاف

منموہن نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔ راجکماری اب
بھگوان کی کرپا سے تم مجھے مل گئی ہو اب شادی کی شب
گھڑی بھی بتا دو۔ میں نے بہت انتظار کیا ہے اس دن
کے لئے۔ تب راجکماری نے کہا یہ شادی کیسے ہو سکتی ہے
نہ کوئی باراتی موجود ہے نہ پنڈت شادی کے شلوک پڑھنے
کے لئے اور نہ ہی میرا کنیا دان کرنے کے لئے موجود ہیں۔
پھر بھلا شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ منموہن نے کہا کیوں نہیں ہو
سکتی۔ کیا تمہاری مذہبی کتابوں میں نہیں ہے کہ جب کوئی
دوسرا موجود نہ ہو تو دولہا دلہن دونوں بھگوان کے سامنے یہ
بندھن نبھانے کی قسم کھائیں اور بھگوان سے آشیرباد لے کر
اس بندھن میں بندھ جائیں۔ دیوتاؤں نے ایسی شادی
کی اجازت دے رکھی ہے۔ لیکن اس ویرانے میں تمام عمر گذار
دینا میرے بس کی بات نہیں۔ میں انسان ہوں اور مجھے
انسانوں کی دنیا پسند ہے۔ راجکماری نے کہا۔ منموہن نے
جواب دیا۔ شادی کے بعد اگر تم یہاں رہنا پسند نہ کرو گی
تو ہم یہاں سے شہر میں چلے جائیں گے۔ راجکماری نے جواب دیا
اور اگر میں اس شادی کے لئے ہی تیار نہ ہوں تو پھر؟
منموہن نے کہا راجکماری تمہیں میری حالت پر بالکل رحم نہیں
آتا۔ کیا میری یہ قربانی اس لئے ہے کہ تم اس کا کوئی بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ مجھے بھگوان پر بھروسہ ہے
وہ میری رکشا کریں گے۔ عنبر جو سُن رہا تھا مسکرایا اور اس
نے خود سے کہا چلو کچھ کرنے کا وقت تو آ گیا۔ راجکماری
اس ایک ہزار سال پرانے مُردے سے بچ گئی۔ دوسری طرف
منوہن گرج کر اٹھا اور اس نے کہا راجکماری بھگوان صرف
تمہارے ہی نہیں ہیں۔ تم میرے ہزار سال کی پرستش کا صلہ
ہو۔ جسے بھگوان مجھ سے نہیں چھین سکتے۔ انہوں نے دس دفعہ
تمہیں مجھ سے چھینا ہے گیارہویں دفعہ میری ہے اور کل صبح
ہی تم ہمیشہ کے لئے میری ہو جاؤ گی۔ اب عنبر کو شہزادی
کا فیصلہ معلوم ہو چکا تھا اس لئے وہ تیار تھا۔
راجکماری نے کہا میں تمہیں اپنے جیون ساتھی اور پتی کے
روپ میں کبھی سویکار نہیں کروں گی۔ یہ میرا آخری فیصلہ
ہے۔ منوہن کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے آگے بڑھ کر
غصے سے کہا کیا کہا۔ راجکماری نے جواب دیا ایک بار نہیں
ہزار بار کہوں گی کہ پتی کے ناطے تم مجھے پسند نہیں ہو۔
منوہن نے زور دار ایک تھپڑ راجکماری کے منہ پر دے مارا
اور وہ زمین پر جا گری۔ منوہن نے کہا تیری یہ ہمت تو
انکار کرے اور منوہن کو جو اتنی بڑی شکتی کا مالک ہے کو دیوتا
بھی اس سے آنکھ ملاتے گھبراتے ہیں۔ راجکماری نے نفرت

سے کہا آ گئے نا اپنی اصلیت پر میرا دل گواہی دیتا تھا
کہ تم جھوٹے ہو فریبی ہو۔ دھوکے باز اور مکار بھی ہو۔ تب
منوہن نے پاؤں کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ ہاں میں جھوٹا
ہوں۔ میں نے من گھڑت کہانی سنا کر تمہارا دل جیتنا چاہا
لیکن تم بڑی چالاک ہو اب میں تمہیں اپنی اصلیت بتا دوں میں
ایک مہان جادوگر ہوں۔ میری کہانی میں صرف یہ ٹھیک ہے کہ
ایک ہزار سال سے زندہ ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو
امر کر لیا ہے۔ میں تمہیں کل صبح اپنی پتنی بناؤں گا
اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں روک سکتی۔ منوہن
روتی ہوئی راجکماری کو چھوڑ کر چلا گیا۔ تب عنبر آڑ سے
نکل کر راجکماری کے پاس آیا اور اسے کہا راجکماری فکر
نہ کرو میں تمہاری مدد کو پہنچ گیا ہوں۔ میں تو اس
وقت بھی یہاں موجود تھا جب اس بردہ فروش نے
تمہیں اس جادوگر کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ راجکماری
نے کہا اچھے ہمدرد ہو جو اب تک خاموشی سے میری بربادی
کا تماشہ دیکھ رہے ہو۔ عنبر نے کہا راجکماری میں دراصل
اس جادوگر کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے رکا ہوا
تھا تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں
اور تمہارے باپ کا ہی بھیجا ہوا ہوں۔ جو بھی کہنا ہے خاموشی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے کہے جاؤ میں شکار کو چوکنا ہونے کا موقع نہیں دینا چاہتا۔ اسے بے خبری میں ہی دبوچ لینا چاہتا ہوں۔ راجکماری کے دل کو کچھ سکون ہوا۔ اس نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا۔

"پتا جی کا کیا حال ہے۔" عنبر کو تو خود کچھ معلوم نہیں تھا۔ اس نے تو محض راجکماری کو دلاسہ دینے کے لئے کہہ دیا تھا۔ کہ اسے راجہ ہی نے بھیجا ہے۔ مگر حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس نے کہہ دیا مہاراج فکر مند ضرور ہیں مایوس نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں یہ جدائی عارضی ہے اور وہ جلدی اپنی بیٹی سے مل جائیں گے۔ اب تم جاؤ کہیں اس خبیث کو میری آمد کا علم نہ ہو جائے۔ راجکماری اپنے کمرے میں چلی گئی اور عنبر تھوڑی دیر کے لئے بارہ دری میں بیٹھ کر سستانے لگا اور صبح کے متعلق منصوبے بنانے لگا۔ اس نے اچانک سرسراہٹ محسوس کی اور زمین کی طرف دیکھا۔ خزانے کا سانپ رینگتا ہوا آ رہا تھا۔ تب اس نے اپنے آقا کے بھائی کو سلام کیا اور ہوا کے دوش پر لہروں میں عنبر سے مخاطب ہوا اور کہا اے میرے آقا کے بھائی منموہن دبے ہوئے شاہی خزانے سے قیمتی جواہرات اکٹھے کر رہا ہے۔ شاید وہ کہیں جانا چاہتا ہے

میں خزانے کا محافظ ہوں۔ میں نے کئی بار اسے کاٹا ہے۔ میرا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ کیونکہ خود اس کا گوشت پانی ہو کر بہہ جاتا ہے لیکن اس کے جسم پر میرا زہر بیکار ہو کر رہ گیا ہے۔ شاید اسے اپنی جادو کی طاقت سے آپ کی موجودگی کا علم ہو گیا ہے۔ اس نے صبح راجکماری سے شادی کا صرف دھوکا دیا ہے۔ وہ رات کو ہی کسی وقت راجکماری کو لے کر کہیں اور چلا جائے گا۔ ورنہ آج تک اس نے خزانے کی کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ وہ بہت بڑا دھوکے باز اور فریبی ہے۔ میں نے اپنے خدشے کو آپ پر ظاہر کر دیا ہے آگے آپ مالک ہیں آپ کی طرح وہ بھی غیر فانی ہے اور اسے موت نہیں آ سکتی۔ آج کی رات آپ ہوشیار رہیں۔ عنبر نے جواب میں اپنا پیغام بھی ہوا کی لہروں سے اس تک پہنچا کر اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا میں بالکل غافل نہیں ہوں۔

دوسری طرف راجہ وشنو بھگوان کے سامنے مرن برت رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔ پنڈتوں کے سمجھانے کا اس پر کوئی بھی اثر نہیں ہوا تھا وہ بار بار کہتا تھا بھگوان نے گھر بلا کے مجھے لوٹ لیا ہے۔ اگر بیٹی واپس لینی تھی تو دی ہی کیوں تھی اب دی ہے تو چھین کیوں لی ہے۔ میں بیٹی واپس لے کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاؤں گا یا اپنی جان تمہارے چرنوں میں دے دوں گا۔

سب یاتری راجہ کی اس حالت پر بڑے دکھی تھے اور ہر ایک کی یہی دعا تھی بھگوان راجکماری مل جائے بھگوان اس کی رکشا کرنا۔ ادھر منموہن نے نہایت قیمتی ہیرے اور لعل اکٹھے کئے اور انہیں ایک تھیلے میں بھر کر قارون کے خزانے سے باہر نکل آیا جو زمین کے نیچے پاتال میں موجود تھا۔ اس نے کئی دفعہ دیکھا محافظ سانپ اسے ڈس رہا ہے۔ لیکن وہ تو اسے کیچوا سمجھ کر نظر انداز کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ زہر کا اثر مجھ پر نہیں ہو سکتا۔ وہ خزانے سے باہر آیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کمرے کی دیوار سے ایک بہت بڑا چمگادڑ چپکا ہوا تھا جس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ منموہن نے آ کر اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ بتا اے مقدس چمگادڑ راجکماری اس وقت کیا کر رہی ہے۔ چمگادڑ کی آنکھوں سے وقفے وقفے بعد شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے پیٹ میں راجکماری کے کمرہ کا منظر سامنے آ گیا۔ راجکماری اپنے پلنگ پر سو رہی تھی۔ پھر اس نے فخریہ انداز میں اشارہ کیا منظر غائب ہو گیا اور کہا یہ میرے منتر کا اثر ہے کہ وہ سو گئی ہے پھر اسے یاد آیا اور اس نے اپنے آپ سے کہا یہ لونڈا جو نا جانے

کیسے یہاں آ پہنچا ہے اور جس کی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔ کمرے میں نظر نہیں آیا اس نے پھر چمگادڑ کو مخاطب کر کے کہا اے مقدس چمگادڑ وہ لڑکا کہاں ہے جو یہاں آ گھسا ہے۔ تب چمگادڑ کے منہ سے دھواں سا نکلا اور آنکھوں کے شعلے کچھ اور تیز ہو گئے۔ اور اس نے پہلی مرتبہ کہا۔ میرے آقا یہ لڑکا کوئی معمولی نہیں ہے اس کے پاس بھی کچھ شکتی ہے۔ منموہن نے اپنا جوتا اتار کر چمگادڑ کو دے مارا اور کہا نافرمان اس کی شکتی سے ڈراتا ہے۔ میری شکتی تو دیوتاؤں کو ہلا کر رکھ سکتی ہے۔ میں غصے میں زمین پر پاؤں ماروں تو پاتال تک زمین دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ آسمان کی طرف نظر کر کے پھونک دوں تو آسمان پر پڑا بھگوان کا سنگھاسن بھی کانپ جاتا ہے۔ صرف یہ بتا وہ چھوکرا کہاں چھپا ہوا ہے۔

تب چمگادڑ کے پیٹ میں وہ منظر ابھرا۔ عنبر راجکماری کے کمرے کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ منموہن نے کوئی جادو پڑھ کر پھونکا تو عنبر کو نیند آنے لگی اور جمائی لے کر ایک ستون کی آڑ میں بیٹھ گیا اور پھر سو گیا۔ منموہن نے قہقہہ لگا کر چمگادڑ کی طرف دیکھا اور کہا دیکھ لے نامراد ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معمولی منتر نے اسے اپنے آپ سے غافل کر دیا ہے۔ اس کی حقیقت راستے میں پڑے ہوئے پتھر سے بھی کم ہے جسے ٹھوکر لگا کر ہٹا دیا جاتا ہے۔ چمگادڑ نے کہا۔ معاف کر دیں مالک میں نے خطرہ محسوس کیا اور اظہار کر دیا۔ پھر کہا مالک کا کہیں جانے کا ارادہ ہے۔ منموہن نے کہا ہاں میں راجکماری کو لے کر نربدا ندی کے کنارے بنے ہوئے لکشمی کے مندر کے نیچے تہہ خانے میں جا رہا ہوں۔ اب وہیں جا کر اس سے شادی کروں گا۔ چمگادڑ نے کہا اس لونڈے کا کیا ہو گا۔ حکم ہو تو خون پی جاؤں اس کا۔ نہیں منموہن نے کہا اسے یہاں ٹھوکریں کھانے دو۔ خزانے کا سانپ اسے ڈس لے گا۔ تب چمگادڑ نے کہا میرے لئے کیا حکم ہے آقا۔ منموہن نے جواب دیا تم وہیں پہنچو اور میرا انتظار کرو۔ چمگادڑ وہاں سے اُتر کر پھڑپھڑایا اور اُڑ کر غائب ہو گیا۔ منموہن نے ہیروں کا تھیلا اٹھایا اور راجکماری کے کمرے کی طرف چلا۔ راجکماری گہری نیند سو رہی تھی۔ باہر عنبر ستون سے ٹیک لگائے خواب خرگوش میں مبتلا تھا۔ منموہن اس کے پاس آیا اور حقارت سے اسے ٹھوکر مار کر ہٹا دیا۔ پھر وہ کمرے میں داخل ہوا اور گٹھڑی کی طرح راجکماری کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا

جونہی اس نے کمرے کی دہلیز پار کی زور سے بجلی کا کڑاکا ہوا اور راجکماری کو ہوش آ گیا۔ اس نے چیخ ماری تو عنبر کو بھی ہوش آ گیا۔ ویسے تو عنبر کو کبھی نیند نہیں آتی یہ جادو کا اثر تھا۔ جو ختم ہو گیا اور وہ جلدی سے اٹھ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ دوسری طرف راجکماری ہوش آتے ہی مچھلی کی طرح پھسل کر کندھے سے اُتر گئی۔ منموہن نے گھور کی نظروں سے عنبر کو دیکھا اور کہا پہلے میرا خیال تھا۔ تمہیں ناگ ڈس کر مار ڈالے گا لیکن اب لگتا ہے تیری موت بھی میرے ہی ہاتھوں ہی لکھی ہے۔ منموہن نے منتر پڑھنا شروع کیا تو عنبر نے زلالہ دیوی کا موتی منہ میں ڈال لیا۔ منموہن نے کہا جا کتا بن کر در در کی ٹھوکریں کھاتا پھر۔ منموہن نے پھونک ماری مگر عنبر پر کوئی اثر نہ ہوا منموہن کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ عنبر نے کہا منموہن بہتر یہی ہے کہ راجکماری کو اس کے پتا کے پاس پہنچا دو تمہارے لئے یہی ٹھیک ہے۔ میری زندگی میں تم سے بھی بڑے بڑے جادوگر آئے اور فنا کی نیند جا سوئے۔ اپنی موت کو مت آواز دے۔ منموہن نے قہقہہ لگایا اور کہا بے وقوف چھوکرے میں ایک ہزار سال سے زندہ ہوں اور اپنی شکتی کے زور سے میں نے اپنا جیون امر کر لیا ہے۔ تم جیسے لونڈے کے منہ لگنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میری توہین ہے۔ میرے راستے میں مت آ مجھے چیونٹی کی طرح مسل دوں گا۔

یہ کہہ کر منموہن نے زمین پر لوٹ لگائی اور شیر بن کر عنبر پر جھپٹا۔ عنبر نے وار بچایا اور ایک زوردار گھونسہ اس کے جبڑوں پر لگایا۔ منموہن وار بچا گیا اور فوراً ہاتھی کی شکل میں بدل گیا۔ اور اس نے جلدی سے اپنی سونڈ بڑھا کر عنبر کو اس میں پکڑ لیا اور عنبر کے سنبھلنے سے پہلے اسے دیوار پر دے مارا۔ دیوار میں جہاں عنبر جا کر لگا وہاں اس طرح دراڑ پڑ گئی جیسے اس پر کسی فولادی چیز سے ضرب لگائی گئی ہو لیکن عنبر کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ قبل اس کے کہ عنبر اٹھ کر کھڑا ہو۔ ہاتھی نے آگے بڑھ کر عنبر کے سینے پر پورا وزن ڈال دیا۔ لیکن اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ اسے محسوس ہوا کہ اس کا پاؤں لوہے کے ڈھیر پر آ گیا ہے۔ راجکماری حیران ہو کر یہ مقابلہ دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے نیچے سے زور لگا کر ہاتھی کو الٹ دیا اور اس کے سنبھلنے سے قبل اس کی سونڈ اس زور سے کھینچی کہ وہ ٹوٹ کر عنبر کے ہاتھ میں آ گئی اب کیا تھا ہاتھی بار بار اپنی سونڈ دیوار سے مار رہا تھا۔ پھر منموہن انسانی شکل میں آ گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ اس کی ناک کٹ چکی ہے۔ منموہن نے کوئی منتر پڑھ کر اپنے ناک

پر ہاتھ رکھا۔ جس [illegible] سے اس کا خون رک گیا۔ اور اس نے کوئی منتر پڑھ کر چھت کی طرف پھونک ماری تو اوپر سے بچھوؤں کی بارش ہونے لگی۔ عنبر کا تو یہ بچھو کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ لیکن ان بچھوؤں کو دیکھ کر راجکماری کی چیخ نکل گئی۔ عنبر آگے بڑھ کر راجکماری کے قریب آ گیا اور بچھوؤں کو کچلنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر میں تمام بچھوؤں کو ختم کر دیا۔ ایک دفعہ پھر منموہن نے کچھ پڑھا تو اس کے خالی ہاتھ میں دو دھاری تلوار آ گئی۔ اس نے عنبر کے جسم پر وار کرنے شروع کر دیئے لیکن اسے محسوس ہوا کہ جیسے یہ تلوار گوشت پر نہیں پتھر پر پڑ رہی ہے۔ بالآخر اس نے ایک زور کا ہاتھ جو مارا تو تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ منموہن نے اپنے جادو کے زور سے دیکھا [illegible]

کے منہ میں کوئی موتی ہے [illegible]

جادو اثر نہیں کر رہا [illegible]

عنبر کے منہ پر ایک زور [illegible]

نکل گیا۔ موتی گرتے ہی [illegible]

اسے جادو سے بچا رہی تھی [illegible]

ایک منتر پڑھا اور عنبر کی طرف [illegible]

[illegible] آگیا۔ عنبر نے انہیں توڑنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئیں لیکن فوراً ہی دوسری زنجیروں سے اسے جکڑ لیا گیا۔ منوہن نے قہقہہ لگایا اور کہا تم ساری عمر زنجیریں توڑتے رہو گے لیکن یہ سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ زنجیریں ہر بار پھر آکر تمہیں جکڑ لیں گی۔ پھر اس نے راجکماری کا ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتا ہوا یہاں سے نکل گیا۔ عنبر غصے سے جاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار زنجیریں توڑتا لیکن پھر نئی زنجیریں غائب سے آکر اسے جکڑ لیتیں۔

دوسری طرف مہاراجہ کو من بھرت رکھے کئی روز ہو گئے تھے اور اب اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ مندر کے پنڈت اسے بار بار سمجھاتے اور وہ بار بار صرف ایک ہی بات کہہ رہا تھا۔ بھگوان نے میری بچی چھینی ہے میں اسے واپس لوں گا۔ وہ گنگا کی طرف منہ کر کے کہتا گنگا ماں تو شیوجی کی جٹاؤں کا امرت جل ہے تجھ میں نہانے سے تو پاپی بھی نشپاپ ہو جاتے ہیں میں سونا دان کرنے آیا تھا بیٹی نہیں۔ تجھے میری بیٹی واپس کرنی ہوگی۔ دشٹو بھگوان تم نے گھر بلا کر مجھے لوٹ لیا ہے۔ آج رات اپنا سیاہ کفن اوڑھے کھڑی تھی۔ راجہ کی چیخ و پکار نالے دشیون سے چھپتا جا رہا تھا۔ اس کی آہ و بکا سے مندر کے در و دیوار ہلتے تھے۔ آسمان پر بجلیوں کا جال سا بنتا اور بگڑ جاتا۔ بجلی کی چمک سے دل دہل رہے تھے۔ اس پہ تیز آندھی نے دی

گھر پوری کر دی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش شروع ہونے لگی۔ ہوائیں ایسی سیٹیاں سی بج رہی تھیں جیسے کئی عفریت مل کر شور و غل مچا رہے ہوں۔ آندھی کے زور سے چراغ بجھ گئے تھے۔ اور ان میں سے راجہ کے دل کی طرح دھواں اٹھ رہا تھا۔ جو بیٹی کی جدائی میں جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ بارش نے اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ معلوم ہو رہا تھا راجہ کے ساتھ آسمان بھی رو رہا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ بارش کا پانی ساری خدائی کو بہا کر لے جائے گا۔ گنگا کا پانی بھی اپنے غیظ و غضب کا اظہار کر رہا تھا۔ اس کی لہریں مندر کی دیواروں سے اتنی تیزی سے ٹکرا رہی تھیں کہ اپنی گود میں دشٹو بھگوان کے مندر کو چھپا لیں گی۔ اُدھر منوہن جادوگر راجکماری کو لے کر لکشمی دیوی کے مندر میں پہنچ گیا تھا جب کہ چمگادڑ خوشی میں بار بار مندر کے کمروں میں پھڑپھڑاتا پھر رہا تھا۔ طوفان اور شدت اختیار کر رہا تھا۔ لیکن منوہن اس سے بالکل لاتعلق نظر آ رہا تھا۔ راجکماری کافی سہمی ہوئی تھی۔ بجلی کے کڑاکے فضا میں دہشت پھیلا رہے تھے اور اس کی روشنی جب لکشمی دیوی کی مورتی پر پڑتی تو پتہ چلتا کہ دیوی کا چہرہ بھی غیظ و غضب میں ہے ورنہ اس مسکراتے ہوئے چہرے کے خدوخال پر پہلے کبھی ایسی سختی نہ نمودار ہوئی تھی منوہن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سنے روشنی کے لیے کئی بار چراغ روشن کیا لیکن ہوا نے اُسے بجھا دیا۔

تب راجکماری نے کہا دیکھ لے ظالم لکشمی دیوی نے بھی تجھے سیر کار نہیں کیا کہ تو اپنے کالے کرتوتوں میں دیوی کو بھی شامل کرنے کے لیے روشنی کرے منموہن نے ایک تھپڑ غصے میں راجکماری کے منہ پر جڑ دیا اور کہا خاموش رہ رات کا کالا کفن بھی میرے ارادوں کو نہیں بدل سکتا۔ پھر اس نے جادوئی چمگادڑ کو طلب کیا جو مندر کے کمروں میں پھڑپھڑاتا پھر رہا تھا۔ جو فوراً ہی حاضر ہو گیا۔ تب منموہن نے کہا دیکھ کر بتلا یہ طوفان کیسا ہے میرے ارادوں کے سامنے دیوار بن گیا ہے۔ تھوڑی سی خاموشی کے بعد چمگادڑ نے کہا میرے آقا یہ طوفان راجکماری کے باپ راجہ کی وجہ سے اٹھا ہے جس نے مرن بھرت رکھ کر رو رو کر وشنو بھگوان اور گنگا ماتا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اپنے ارادوں سے باز آ جا ایسا نہ ہو یہ تیری موت بن جائے۔ منموہن نے انتہائی خوفناک قہقہہ لگایا کہ راجکماری کے ماتھے پر پسینہ آ گیا اور اس نے غصے سے کہا نامراد تو نہیں جانتی دیوتاؤں نے مجھے امر کر دیا ہے۔ موت میرے لیے نہیں ہے۔ تب چمگادڑ نے کہا جو دے سکتے ہیں وہ واپس بھی لے سکتے ہیں۔ دیوتاؤں کو تیرا

یہ فعل پسند نہیں ہے اس شادی سے باز آ جا یہ تیری تباہی بن جائے گی منموہن نے غصے سے کہا چڑیل تو نہیں جانتی میرے لیے یہ شادی کیوں ضروری ہے۔ میں قارون کے خزانے سے جو بھی حاصل کرتا ہوں غائب ہو جاتا ہے تجھے معلوم ہے میں نے خبیث جادوگر کی روح کو حاضر کر کے اس خزانے کے متعلق پوچھا تھا اور اس نے کہا تھا کہ جب تک تو راجکماری رتنا سے شادی نہیں کرے گا اور پھر اس سے ایک بچہ پیدا ہو گا۔ اور وہ بچہ ہی اس خزانے کو حاصل کر سکتا ہے۔ وہ خزانہ جو تمام دنیا میں زمین کے اندر گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے اپنے جادو کی طاقت سے اسے مندر کے تہہ خانے میں روک تو لیا ہے لیکن میں اس کا مالک نہیں بن سکا۔ اس کے لیے رتنا سے شادی کر کے ایک عدد بچہ پیدا کرنا ضروری ہے۔ چمگادڑ نے کہا میرے آقا انسان زمین پر رہ کر بڑے بڑے منصوبے بناتا ہے لیکن ہونا وہی ہے جو پہلے سے آسمانوں پر لکھا جا چکا ہے۔ مجھے اس شادی میں تیری بربادی نظر آ رہی ہے۔ منموہن نے غصے سے کہا نامراد بدتمیز پہلے میں تیری بربادی تو کر لوں۔ اس نے منتر پڑھ کر پھونک تو چمگادڑ کے بدن میں آگ لگ گئی۔ اور وہ سوکھی لکڑی

کی طرح جلنے لگا۔ طوفان میں کمی کی بجائے اور اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف آج راجہ کے نالوں اور فریادوں نے آسمان پر بیٹھے دیوتاؤں کے تخت ہلا کر رکھ دیئے تھے۔ ادھر عنبر کو زنجیروں کو توڑتے توڑتے اچانک اُسے پھول پری کی انگوٹھی کا خیال آیا۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ کہیں وہ منحوس جادوگر راجکماری سے شادی نہ کر لے۔ اُس نے انگوٹھی پر نگاہ کی اور کہا "پھول پری مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے" اِس خوفناک طوفان میں بھی روشنی کی ایک کرن روشندان سے کمرے میں آئی پھر روشنی کا ایک جھماکہ ہوا اور پھول پری اُس سے نمودار ہوئی۔ پری نے دیکھ کر کچھ پڑھ کے پھونکا تو زنجیریں ٹوٹ کر گر پڑیں اور بار بار اُن کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پری نے مسکرا کے کہا اب اور کیا چاہتے ہو۔ عنبر نے کہا مجھے منموہن جادوگر تک پہنچا دو۔

تب پری نے کچھ پڑھ کر پھونکا۔ اندھیرے میں بجلی چمکی جب روشنی ہوئی تو عنبر نے دیکھا وہ ایک مندر میں موجود ہے جہاں جادوگر زبردستی راجکماری سے کہہ رہا ہے کہ چلو دیوی کے سامنے اور اُسی کے چرن چھو کر مجھے اپنا پتی مان لو ورنہ یاد رکھو تمہیں کتیا بنا کر در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دوں گا۔ راجکماری

نے کہا جب دل میں تمہارے لئے نفرت اور انتقام کے سوا کچھ نہیں تو تجھے پتی کیسے مان لوں۔ وہ بھی دیوی کے سامنے یہ مجھ سے نہ ہوگا۔

منموہن نے فضا میں ہاتھ اُوپر اٹھایا تو ایک کوڑا اس کے ہاتھ میں آگیا۔ کوڑا مارنے کے لئے راجکماری کی طرف بڑھا۔ عنبر بھی ایک ستون کی آڑ میں کھڑا تھا۔ منموہن نے جوں ہی کوڑا فضا میں بلند کیا۔ تو عنبر نے آگے بڑھ کر کوڑا چھین لیا اور کوئی موقع دیئے بغیر پھندہ کی صورت میں کوڑا منموہن کے گلے میں ڈال دیا۔ اور اسے کسنا شروع کر دیا۔ اس دباؤ اور اپنے بچاؤ کی جدوجہد میں منموہن کوئی منتر نہ پڑھ سکا کیونکہ عنبر نے اس کے گلے کو اس طرح دبا رکھا تھا کہ اس کی آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔ صرف اس کی زبان باہر لٹک رہی تھی۔ اور آنکھیں باہر اُبل پڑ رہی تھیں۔ عنبر نے آخری بار ایک بہت زور کا جھٹکا اُس کی گردن کو دیا جس سے اس کا منکا ٹوٹ گیا اور آنکھیں آنکھوں سے باہر گر پڑیں۔ اب ڈیلوں کی جگہ دونوں ڈیلوں سے خون بہہ رہا تھا جس سے منموہن کا چہرہ تر بتر ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عنبر نے اس کا بے جان جسم فرش پر پھینک دیا۔

اس منظر کو دیکھ کر راجکماری بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تب بہت زور سے بجلی کوند گئی۔ جس سے سارا مندر دہل گیا گنگا دریا کی موجوں میں ایک طوفان سا آ گیا۔ یہ مندر بھی اُسی کے کنارے بنا ہوا تھا جو شکستہ اور ویران ہو چکا تھا۔ کبھی یہاں ایک شہر آباد تھا۔ لیکن وہاں لوگوں کے گناہ اس قدر بڑھ گئے کہ ایک روز گنگا میں قہر کا طوفان آیا اور سارے شہر کو بہا کر لے گیا۔ صرف یہ مندر اور اس کے آس پاس کے کھنڈرات ہی اس واقعہ کے گواہ رہ گئے۔ اب بھی ایسا ہی لگتا تھا کہ دریا کی خونی موجوں میں پھر ایسا ہی طوفان کروٹیں لے رہا ہے۔ جو اس مندر کو بہا کر لے جائے گا۔ پھر زور کا طوفان اُٹھا اور گنگا کی لہریں اسی مندر کو اس طرح اپنے ساتھ بہا لے گئیں جیسے اس جگہ کوئی مندر موجود نہ تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس مندر کو لہروں نے اپنے اندر سما لیا۔

o

ماریا اور فادر ڈیوس

ماریا فادر ڈیوس کے پاس بیٹھی تھی جو کہہ رہا تھا میری بچی تم نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے میری دعا ہے۔ خداوند تمہیں کامیاب کرے۔ میں تمہیں چل کر وہ قبر دکھا دیتا ہوں میرے علاوہ اس کے آس پاس سے بھی کوئی نہیں گذرتا اس لئے کہ میرے گلے میں صلیب مقدس پڑی ہے اور میں حضرت مسیح کا حواری ہوں۔ تم چاہو تو ایک صلیب تمہارے لئے بھی لے آؤں میرے پاس موجود ہے اس کی موجودگی میں جادو کا اثر انسان پر نہیں ہوتا۔ مجھ سے بہت پہلے تقریباً سو سال پہلے یہاں ایک پادری ہوا کرتے تھے۔ فادر کارنوالس اُن کی ایک تحریر مجھے اسی کمرے سے ملی ہے۔ وہ یہاں ہی رہا کرتے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے اپنے سے پہلے پادری سے علم ہوا تھا کہ قبرستان کے اس ویران حصے میں جو کاؤنٹ الیگزانڈر کے خاندان کی ملکیت تھا جو اب اس دنیا میں نہیں ہے اُن کے سب وارث ختم ہو چکے ہیں۔ ایک بیٹھی ہوئی قبر سے کسی عفریت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو نکلتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ دیکھنے والا ایک فرد واحد تھا
جو راستہ بھول کر اندر جا نکلا تھا۔ کیونکہ اس خاندان کا
کوئی فرد بھی باقی نہیں اس لئے اس کی مرمت کا بھی کبھی
کسی کو خیال نہیں آیا اور یہ حصہ بالکل ویران ہو کر شکستہ حالت
میں رہ گیا۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اس کے بعد
خود وہاں جا کر چھپ کر دیکھا ہے کوئی عفریت یہاں قبضہ
جما بیٹھا ہے۔ کالا کفن اسی کا لباس ہے۔ ہمیشہ رات
کو باہر نکلتا ہے۔ اس طرح اگر اسے رات کا کالا کفن
کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اگر میرے بعد کوئی صاحب
بصیرت پادری آئے جس میں اس عفریت سے ٹکرا جانے کا
حوصلہ ہو تو وہ اس بلا سے قبرستان کو آزاد کرائے۔ تحریر
پڑھنے کے بعد میرے دل میں بھی جستجو ہوئی اور اسی رات
جب ڈاکٹر پیرسن کی لڑکی مریم کسی سہیلی کے باپ کی لاش
دفنانے یہاں آئی اور آندھی میں راستہ بھول کر ادھر جا نکلی
میں بھی وہاں اتفاقاً نہیں گیا تھا بلکہ قصداً وہاں عفریت کا
راز جاننے کے لئے چھپا ہوا تھا اور یوں فادر کارنوالس کی
تحریر کی تصدیق ہو گئی کہ واقعی کوئی جادوگر عفریت کے
روپ میں وہاں قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔ یہ بڑی جان جوکھوں
کا کام ہے۔ آگے فادر کارنوالس نے لکھا ہے میں نے اس

جستجو میں کئی راتیں باہر گزاری ہیں اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا
تحریر کر رہا ہوں تاکہ میرے بعد آنے والوں کو علم ہو
سکے۔ ہو سکتا ہے اس مقابلہ میں میری موت واقع ہو
جائے۔ ماریا نے کہا لیکن فادر یہ بتائیں کہ فادر کارنوالس
اپنی موت مرے تھے یا کسی حادثے کا شکار ہوئے تھے۔
فادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب کچھ تمہیں بتا دوں گا میری
بچی۔ فادر کارنوالس بھی ایک صبح اُسی ویران حصے میں
مردہ پائے گئے تھے۔ اس طرح کہ کسی ظالم نے سینہ چیر
کر اُن کا دل نکال لیا تھا۔ ماریا نے کہا یہ ضرور اسی جادوگر
کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ ڈیوس نے کہا سو فیصدی میرا
بھی یہی خیال ہے۔ ہاں تو آگے فادر کارنوالس نے لکھا
ہے کہ ایک رات جب آسمان سیاہ کفن اوڑھے پڑا تھا۔
میں نے اس جادوگر کا پیچھا کیا۔ اور اس بیٹھی ہوئی قبر میں
اُتر گیا۔ دراصل اس قبر میں سیڑھیاں ہیں جو پاتال میں جاتی
ہیں اور جہاں پر اس شیطان کی حکومت ہے۔ یہ بڑی ہی
پُراسرار دنیا ہے اگر زندگی نے مہلت دی تو اس کا حال
لکھوں۔۔۔۔ اس کے بعد کا حصہ نہیں مل سکا۔ صرف یہیں
تک موجود ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاتال کے اندر بھی
کوئی دنیا آباد ہے جس کا راستہ اس قبر سے ہو کر جاتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بیٹی تم بھی یہ صلیب مقدس اپنے گلے میں پہن لو۔ لیکن ماریا نے کہا فادر میرے گلے میں پہلے ہی قرآن پاک پڑا ہوا ہے۔ پادری نے کہا ٹھیک ہے وہ بھی تو آسمانی کتاب ہے بڑی برکت والی ہے اور وہی تمہاری حفاظت اس جادوگر سے کرے گی۔ رات ہو گئی ہے اب آؤ میری بچی میں تمہیں وہاں تک پہنچا دوں۔ خداوند تمہاری حفاظت کرے۔ دونوں قبرستان میں پہنچے اور فادر اسے لے کر ویران حصے کی طرف چلا گیا۔ رات تاریک تھی اور ہو کا عالم تھا۔ زمین کا ذرہ ذرہ محوِ خواب تھا۔ صرف یہ دونوں آہستہ آہستہ اس قبر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور پھر وہ جگہ آ گئی جہاں نہایت شکستہ قبریں موجود تھیں کئی ایک کے تو کتبے بھی گرے پڑے تھے۔ رات میں حشرات الارض کی سرسراہٹیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ کبھی کبھی کوئی قبر کا بجو کسی قبر سے نکل کر بھاگ نکلتا تو فادر ڈیوس انجیل مقدس کی آیات پڑھنے لگتا۔ ماریا بالکل بے فکر تھی۔ اسے معلوم تھا حشرات الارض اس کی بو پاتے ہی اپنے آقا کی بہن کو سلام کرنے اور اس کا دیدار کرنے بلوں سے باہر آ جاتے ہیں۔ آخر یہ سفر ایک نہایت ہی ویران اور پراسرار کونے میں جا کر ختم ہو گیا۔ جہاں کثرت سے ببول اور کیکر کے درخت اپنے لمبے لمبے کانٹے پھیلائے کھڑے تھے۔

کچھ حصے پر ڈنڈا تھوہر نے قبضہ جما رکھا تھا۔ ان کے درمیان قدرے بڑی اور شکستہ قبر موجود تھی۔ اس کی چھت گر چکی تھی اور اس میں گڑھا نظر آ رہا تھا۔ فادر ڈیوس نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہی قبر اس خاندان کے جدِ امجد کونٹ ایگزانڈر کی ہے۔ اور یہی اس تہہ خانہ کا راستہ ہے ماریا نے پورے ماحول کا جائزہ لے کر اپنے چھپنے کی جگہ تلاش کی یہ ایک قبر کا گڑھا تھا جس میں لمبے لمبے سرکنڈے اُگے ہوئے تھے جس میں بیٹھ کر ان کی آڑ سے سامنے والی قبر پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ اطمینان کر لینے کے بعد ماریا نے فادر ڈیوس سے کہا فادر اب آپ واپس جائیں اور میرے لیے دعا کریں۔ فادر نے بڑھ کر ماریا کا ماتھا چوما اور دعا دیتے ہوئے کہا۔ خداوند میری بچی کی حفاظت کرے اور واپس لوٹ گیا۔ ماریا قبر کے گڑھے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔ سرکنڈوں میں سرسراہٹ ہوئی ماریا نے دیکھا ایک سانپ رینگتا ہوا اس کی طرف آیا۔ اپنا پھن جھکائے سلام کیا اور ہوا کی لہروں میں اپنا پیغام دیا اے میرے آقا کی بہن یہاں قریب ہی میری پناہ گاہ ہے اور اس لحاظ سے یہ علاقہ میرا ہے میرے لائق کوئی خدمت ہے تو بتائیں۔ ماریا نے بھی لہروں کے دوش پر اپنا پیغام [illegible] کہا تم بتا سکتے ہو [illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ جادوگر کب نکلتا ہے۔ سانپ نے جواب دیا۔ آدھ گھنٹہ ابھی باقی ہے۔ ہم اسے رات کا کالا کفن کہہ کر پکارتے ہیں۔ وہ یہاں سے آدھی رات کے وقت آباد حصے میں تازہ دفن مردوں کی تلاش میں جاتا ہے اور ان کے دل اور دماغ نکال کر کھاتا ہے۔ وہ پاتال میں رہتا ہے اور وہاں کی دنیا کا بے تاج بادشاہ ہے۔ اس کی حکومت میں چڑیلیں۔ دیو اور بدروحیں رہتی ہیں۔ اس نے کئی زندہ روحوں کو بھی قیدی بنا کر رکھا ہوا ہے۔ جن کے وارثوں سے وہ جوان اور خوب صورت لڑکیوں کے خون کی بھینٹ لیتا ہے۔ جب کوئی اس کی تعداد کے مطابق اسے لڑکیوں کے خون کی بھینٹ دے دیتا ہے یہ اُن کی قید روح آزاد کر دیتا ہے۔ یہی خون اس کی رعایا کی خوراک ہے تب ماریا نے کہا تم کچھ بتا سکتے ہو اس کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے۔ ناگ نے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے پاتال کے اندر کئی دشوار راستوں کو پار کرنے کے بعد جن میں اُبلتی ہوئی دلدلیں۔ جلتے ہوئے پل جن کے نیچے جہنم دہک رہا ہے اور اسے پار کرنے کے لئے ایک پتلی سی لوہے کی پتری پل کا کام دیتی ہے۔ غرض کہ ایسے ایسے خطرناک راستوں اور عفریتوں کے پہرے سے بچ کر جو گزر جائے آگے جا کر دو پہاڑیاں ہیں جن میں کافی فاصلہ ہے اور اسے عبور نہیں کیا

جا سکتا۔ کیونکہ اُن دونوں کے درمیان دلدل کا کھولتا ہوا دریا ہے جس کے درمیان ایک چھوٹے سے چبوترے پر ایک تلوار کھڑی ہوئی ہے۔ اُس کی نوک زمین میں اور دستہ اُوپر ہے اب اگر کوئی اس تلوار کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اسی طلسمی تلوار سے یہ عفریت مر سکتی ہے۔ ورنہ نہ تو اس پر جادو کا اثر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی تلوار اسے زخم لگا سکتی ہے۔ ماریا نے پوچھا تم نے کبھی اس کی شکل دیکھی ہے۔ سانپ نے کہا ہاں اس کا دھڑ انسانوں کی طرح ہے۔ جس پر تمام بال اُگے ہوئے ہیں اور وہ بال برچھیوں کی طرح سخت اور کانٹوں کی طرح نوکدار ہیں۔ سر پر اُلّو کی گردن لگی ہوئی ہے۔ لیکن دانت اور جبڑے انسان کی طرح سے ہیں۔ اس کے سر پر ایک بڑی سی چھپکلی بیٹھی رہتی ہے۔ اور وہ سیاہ کفن میں اپنے آپ کو چھپائے ہوتا ہے۔ اُس کے پاؤں ریچھوں کی طرح سے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے خونخوار ناخن لگے ہوئے ہیں دونوں ہاتھ شیر کے پنجوں کی طرح سے ہیں۔ جن سے وہ ایک سیکنڈ میں مُردے کا سینہ پھاڑ ڈالتا ہے۔ اُس کے منہ کے اوپر اُلّو کی طرح تیز اور خمدار چونچ موجود ہے جو اس کام میں اس کی بڑی مدد کرتی ہے۔ اب میں چلا آپ ہوشیار ہو جائیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بین کی دھمک بتا رہی ہے کہ وہ آ رہا ہے۔ میرا جسم اسے محسوس کر رہا ہے اس کے علاوہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زہر کا اس کے جسم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ سانپ یہ کہہ کر تاریکی میں غائب ہو گیا۔ ماریا کے قدموں تلے زمین ہلنے لگی۔ اور پھر اس نے دیکھا سانپ کے بتائے ہوئے حلیئے کا عفریت کالے کفن میں اپنے آپ کو چھپائے اُسی بیٹھی ہوئی قبر سے نکل کر باہر آیا اور آباد حصے کی طرف چلا گیا جہاں اسے کسی تازہ قبر کی تلاش تھی جو بالآخر اسے مل گیا۔ اس نے اپنے خونخوار پنجوں سے مٹی ہٹائی اور گڑھے میں پڑے تابوت تک پہنچ گیا۔

پھر اس کا ڈھکنا کھول کر اپنے خونخوار پنجوں سے مُردے کا جسم پھاڑ ڈالا اور اس کا دل نکال کر خوشی خوشی کھانے لگا پھر اس نے مُردے کا سر اپنے بھاری مُکے سے توڑ ڈالا اور اس میں سے دماغ نکال کر چٹ کر گیا۔ دوبارہ ڈھکنا بند کر کے مٹی اسی طرح ڈالی اور واپس لوٹ گیا۔ ماریا فاصلے سے اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ اور اسی کے پیچھے ماریا بھی قبر میں اُتر گئی۔ قبر میں لاتعداد سیڑھیاں نیچے ہی نیچے جا رہی تھیں جن پر وہ جادوگر اندھیرا ہونے کے باوجود آسانی سے اُترتا جا رہا

تھا۔ آگے جا کر سیڑھیوں میں کئی موڑ آئے اور باقی خراب سیڑھیوں کا اختتام ایک بہت بڑے زندہ گھڑیال کے منہ پر ہوا جس نے اپنے دونوں خونی جبڑے کھولے ہوئے تھے اور تلواروں کی طرح سے لمبے اور تیز دانت دو رویہ نظر آ رہے تھے۔ اُس کی آنکھیں پلکوں میں گھومتی نظر آتی تھیں اور اس کے منہ سے وقفے وقفے بعد شعلے نکلتے تھے۔ راستہ اس کے پیٹ میں سے ہو کر جاتا ہے۔ جب کہ اس کی دُم کے حصے میں ایک خلا تھا۔ جس سے آدمی آر پار جا سکتا تھا۔ جادوگر اس سے منہ میں داخل ہو کر اس کے پچھلے حصے سے نکل گیا۔ لیکن اب ماریا کا اس کے منہ میں سے نکلتی ہوئی آگ سے بچ کر نکل جانا بڑا مشکل مرحلہ معلوم ہو رہا تھا۔ کیونکہ آگ کے شعلے جادوگر کے جسم میں اثر انداز نہیں ہوتے تھے۔ لیکن ماریا کے جسم کو جلا سکتے تھے۔ وہ مکڑی ہو کر ان نکلتے ہوئے شعلوں کے وقفے کا اندازہ کرنے لگی اور پھر جب اسے ٹائم کا اندازہ ہو گیا تو اس نے اللہ کا نام لے کر چھلانگ لگائی اور اندر داخل ہو گئی۔

اس پہلے مرحلے کی کامیابی نے ماریا کا کافی حوصلہ بڑھا دیا اور ماریا بھی اس جادوئی گھڑیال کے پیٹ سے گزر کر دوسری طرف سے نکل گئی اب اسے کالے کفن پوش کا کچھ علم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہ تھا کہ وہ کہاں جا چکا ہے۔ وہ آگے بڑھتی گئی۔ یہاں کہیں کہیں مگرمچھوں کی چربی سے چراغ روشن تھے۔ جس سے اندھیرے میں کہیں کہیں روشنی کے دھبے نظر آ رہے تھے وہ ماریا کے لئے بڑی ہی بہتر بات تھی۔ وہ اندھیرے کے سہارے چھپتی چھپاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد راستہ تنگ ہونا شروع ہو گیا تھا آخرکار اس کا اختتام اس مقام پر جا کر ہوا جہاں انسانی ڈھانچے ایک گول دائرے میں گھوم رہے تھے۔ جیسے ان کے پاؤں میں پہیے لگے ہوں۔ ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور وہ انہیں اس طرح گھما رہے تھے کہ بغیر تلوار کی زد میں آئے کوئی بھی یہاں سے نہیں گزر سکتا تھا۔

اب ماریا کے لئے پھر ایک مصیبت کھڑی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہاں سے بغیر تلوار کی زد میں آئے گزر جائے دونوں طرف اونچی اونچی دیواریں تھیں اور آگے بڑھنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں تھا وہ چاہتی تھی کہ بغیر کسی چیز کے الجھے ہی جہاں تک ہو سکے آگے بڑھے۔ اور اس اسرار کو حل کرنے کی کوشش کرے لیکن یہاں آ کر وہ پریشان ہو گئی۔ اور جب سوچ کے سارے دروازے بند ہو گئے تو تنگ آ کر ماریا نے دیوار پر لگی ایک مشعل کو اتار لیا اور ہاتھ میں

لے کر آگے بڑھی اور اس نے ایک ڈھانچے کے سر پر دے مارا وہ اس طلسم کو توڑنا چاہتی تھی لیکن اسے بے حد حیرت ہوئی جب اس نے دیکھا ڈھانچے کے منہ سے بالکل زندہ انسانوں کی طرح چیخ نکل گئی۔ دوسروں نے بھی غصے سے حملہ آور کو دیکھا جو انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ آہٹ سن کر اس کی آہٹ کی آواز پر وار کر رہے تھے۔ ماریا نے جلدی سے اس ڈھانچے کی تلوار اٹھالی جو اب تک زمین پر پڑی تھی اور پھر تلوار کا ایک زبردست مقابلہ شروع ہو گیا کیونکہ ڈھانچے بالکل زندہ انسانوں کی طرح سے تلوار چلا رہے تھے ماریا کافی دیر تک ان سے لڑتی رہی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ مشعل اب تک زمین پر پڑی جل رہی تھی۔ اچانک لڑتے لڑتے ایک ڈھانچے کے پاؤں اس سے ٹکرائے اور اسے آگ لگ گئی غالباً یہ قدرت کی طرف سے ماریا کی رہنمائی تھی اس نے بھاگ کر مشعل اٹھالی اور تلوار کی بجائے مشعل سے حملے شروع کر دیئے جس ڈھانچے سے بھی مشعل ٹکرائی اسے آگ لگ گئی اور اس طرح چیخوں اور شور و غوغا کی آوازوں کے ساتھ ڈھانچے دھڑا دھڑ جل کر راکھ ہو گئے۔ لیکن ماریا ان کا انجام دیکھنے کے لئے یہاں نہ رکی بلکہ آگے بڑھ گئی۔ مشعل اب تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ ماریا اور آگے بڑھ گئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب مشکل ترین مرحلے شروع ہو گئے کیونکہ تھوڑا ہی آگے جا کر
اب اس کے سامنے ایک خوفناک چڑیل کا منہ تھا۔ اس
کی زبان زمین سے لگ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں آگ
روشنی تھی جو دو چراغوں کا کام دے رہی تھی۔ اس کے خوفناک
دانت دیکھ کر ماریا نے اپنے جسم میں کپکپی محسوس کی۔ اس
نے دیکھا چڑیلیں اسی زبان پر چڑھ کر جو سیڑھی کا کام دے رہی
تھی۔ اس کے منہ میں داخل ہو جاتیں۔ اور اس کے سر کے
پچھلے حصے کے پاس جا کر دائیں مڑ جاتیں۔ یہاں ہر چڑیل نے
کالا کفن ہی پہن رکھا تھا۔ جوں ہی وہ منہ میں داخل ہوئیں
اسی چڑیل کے منہ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ ماریا کو زندوں
کی طرح سے باتیں کرتے اسے دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔
اس چڑیل کی جٹائیں بڑ کے درخت کی جڑوں کی طرح سر سے
کر زمین تک پہنچ رہی تھی اور ان جٹاؤں میں گھونسلہ بنا کر
ایک مادہ الو نے بچے دے رکھے تھے۔ اس کی جٹاؤں پر
حشرات الارض زمین سے چڑھ چڑھ کر اس کے کانوں میں اور
ناک میں آ جا رہے تھے۔ ایک طرف سے اس کی گال کا
گوشت غائب تھا۔ جس سے اس کے دانت باہر جھانکتے نظر
آ رہے تھے۔ جن میں کئی بچھو کلبلا رہے تھے۔ ماریا نے ایسی
گفتگو کرتی چڑیل کا منہ آج تک نہیں دیکھا تھا جس کا صرف منہ

زمین سے باہر اور باقی گردن سے لے کر تمام دھڑ زمین کے
اندر دھنسا ہوا تھا۔ وہ کبھی کبھی منہ چلا کر سانپوں اور بچھوؤں
کو گاجر اور مولی کی طرح کھانے لگتی۔ جو زمین سے آ کر اس
کے جبڑوں میں ستانے کے لئے ٹھہر جاتے تھے۔ ماریا نے خدا
سے اپنی کامیابی کے لئے دعا کی قرآن حکیم کو چوما آنکھوں سے
لگایا اور منہ میں داخل ہو گئی۔ لیکن اسے بہت حیرت ہوتی کہ
قدموں کی حرکت پر ہی چڑیل کے منہ سے آواز نکلی خوش آمدید
اور ماریا نے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس کی اندر داخل
ہو کر وہ دائیں طرف گھوم گئی۔ جہاں سے باہر نکلنے کا راستہ تھا
اب آگے کھلا ہوا میدان تھا جہاں کئی چڑیلیں بیٹھیں چھوٹے
چھوٹے جانوروں کی کھوپڑیوں سے مغز نکال نکال کر کھا رہی تھیں۔
ماریا نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔ اس کو متلی ہونے لگی۔ مغز اور
خون ان کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ ان کے سروں کے بال جانوروں
کے گھونسلوں کی طرح بنے ہوئے تھے۔ جن میں زمانے بھر کی میل
اور کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا۔ اور جسموں پر کالا کفن پڑا ہوا تھا
اسے جادوگر کی تلاش تھی جو اسے اب تک کہیں نظر نہیں آ رہا
تھا۔ وہ دبے پاؤں ان چڑیلوں کے پاس سے گزر گئی اس
نے محسوس کیا کوئی غیبی طاقت اس کی ضرور رہبری کر رہی تھی
کیونکہ اس کے قدم خود بخود کسی منزل کی جانب رواں تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور وہ اس جادو نگری کو دیکھتی ایک طرف چلی جا رہی تھی۔ آگے جا کر اس کے کانوں میں کچھ اس طرح کی آوازیں آنے لگیں۔ جیسے تیز آنچ پر کوئی ہنڈیا ہو۔ ماریا کے قدم خود بخود آواز کی جانب اٹھ گئے اور تھوڑی دور جانے کے بعد ماریا کو دلدل کی وہ جھیل نظر آ گئی جس کا پانی پک رہا تھا اس نے آزمائش کرنے کے لئے ایک درخت کی سوکھی ہوئی ڈالی توڑ کر اس میں پھینکی۔ پانی کو چھوتے ہی اُسے آگ لگ گئی۔ ماریا حیرت میں پڑ گئی بھلا اس قدر لمبی اور چوڑی دلدل کو جس پر کوئی پل بھی نہیں کیسے پار کیا جا سکتا ہے۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ ضرور اِس پُراسرار دلدل سے گزرنے کا کوئی راستہ ہوگا اچانک اسے تیز آندھی چلنے کا احساس ہُوا۔ اس نے گھبرا کر اُس سمت دیکھا جدھر سے یہ آندھی آ رہی تھی۔ جس میں نہ صرف زمین کے کیڑے مکوڑے بلکہ چھوٹے موٹے پرندے بھی اس کے زور میں اُڑتے آ رہے تھے۔ اسے سخت سردی کا احساس ہوا لیکن جلدی ہی اُس پر یہ اسرار کھُل گیا یہ آندھی آسمان سے اُڑ کر آنے والے ایک دیو کے پروں سے پیدا ہو رہی تھی۔ جو تیزی سے اسی سمت آ رہا تھا۔ اِس آندھی کے زور سے ماریا کے قریب درخت کے پتے اور ٹہنیاں تک ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں اور پورا درخت دوہرا ہو کر زمین کے

ساتھ لگ گیا۔ اور وہ دیو دلدل سے کچھ فاصلے پر اُتر گیا۔ یہ عجیب الخلقت قسم کا دیو تھا۔ اس کا منہ مگرمچھ کا اور کان ہاتھی سے بھی بڑے تھے۔ مگرمچھ کے منہ کے علاوہ ایک منہ گینڈا کا اور ریچھ کا لگا ہُوا تھا چمگادڑ کی طرح سے اس کے کندھوں پر پنکھ پر تھے۔ جن سے وہ بہت تیزی سے اُڑتا تھا۔ اِن تینوں سروں کو ایک قوی ہیکل انسان کے جسم پر جوڑ دیا گیا تھا اور اِس کے جسم پر گھنے بال گھاس کی طرح اُگے ہوئے تھے۔ وہ دلدل کے کنارے اُتر گیا پھر اس نے ایک سوکھے سے درخت کے موٹے تنے میں ہاتھ ڈال کر کسی چیز کو ہلایا۔ تمام فضا میں گھنٹیاں سی بج اُٹھیں اور اس کے ساتھ ہی کئی چڑیلیں اکٹھی ہو گئیں۔ تب اس نے ان سے کہا۔ رات کا کالا کفن تمہیں فوراً طلب کر رہا ہے۔ جلدی ہی خداوندِ اسرار اپنے آقا کے حکم پر وہاں پہنچ جاؤ۔ یہ پیغام دے کر وہ اُڑا اور آندھی چھوڑتا ہُوا اپنے پروں کو حرکت میں لا کر دلدل کی جھیل کے اُوپر سے اُڑ گیا۔ ماریا نے دیکھا چڑیلیں اُسی درخت کے تنے میں ہاتھ ڈال ڈال کر لوہے کے فُل بوٹ نکال کر پہن رہی تھیں۔ تب سب نے اپنے لوہے کے بوٹوں سمیت دلدل میں پاؤں ڈال دیئے اور شڑاپ شڑاپ پانی میں آواز پیدا کرتیں جھیل میں اُتر گئیں۔ اُن کے بعد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے بھی ہاتھ ڈال کر لوہے کے فٹ بوٹ نکالے اور پہن کر دلدل کی جھیل میں پاؤں ڈال دیئے۔ اسے نہایت حیرت ہوئی کہ لوہے کے یہ بوٹ ڈوبنے کی بجائے لکڑی کی طرح تیر رہے تھے اور ماریا بھی خوش خوش کہ قدرت نے خود ہی جادوگر تک پہنچانے کا انتظام کر دیا ہے۔ ان چڑیلوں کے پیچھے ہی چل دی۔ پھر تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ تمام چڑیلوں کے ہمراہ دلدل کی جھیل پار کر چکی تھی اب آگے ایک خشک جھاڑیوں سے اٹا ہوا راستہ شروع ہو گیا تھا۔ ماریا چڑیلوں کے ہمراہ ہی یہ راستہ طے کرتی ہوئی آگے بڑھتی گئی اور پھر اونچے نیچے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر یہ ٹیلے بلند ہونے شروع ہو گئے جن کے دامن میں خشک جھاڑیوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ اور اسی میں آگ لگی ہوئی تھی۔ لیکن آگ کا یہ دریا عبور کرنے کے لئے دو بڑے ٹیلوں کے درمیان آگ جل رہی تھی اور اس پر ایک پتلی سی لوہے کی ٹین پل کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ جس پر بے خوف ہو کر چڑیلیں ایک ٹیلے سے دوسرے پر جا رہی تھیں۔ جب تمام چڑیلیں پار ہو گئیں تو اب ماریا کی باری تھی۔ اس نے بسم کر کے پل پر قدم رکھے۔ اسے پھر ایک دفعہ حیرانی ہوئی کہ لوہے کی پتلی سی پٹی نے لوہے کے جوتوں کو مقناطیس کی طرح پکڑ لیا اور ماریا

اطمینان سے آہستہ آہستہ اس پل سے گذر گئی گویا یہ جوتے گرنے سے بچانے کے لئے کافی تھے۔

اس جھیل کا اختتام ایک میدان پر ہوا۔ جس کے ایک طرف ایک بڑا ٹب تھا اور اس پر تین اژدہوں کے سر ایک دھڑ سے جڑے ہوئے تھے۔ اور تینوں کے منہ کھلے تھے۔ درمیان والے منہ میں وہ جادوگر جسے رات کا کالا کفن کہتے۔ ایک شیر کی کھال بیٹھا تھا۔ دوسرے دائیں طرف والے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اور بائیں طرف کے منہ سے دھواں نکل رہا تھا۔ سامنے میدان میں مختلف شکلوں کی مخلوق کھڑی شور و غل مچا کر اپنے آقا کو تعظیم دے رہے تھے۔ جادوگر غیض و غضب میں بیٹھا تھا۔ پھر اس نے شعلہ اگلتی زبان میں ان سب کو ڈانٹا کہ اندھو مجھے تمہارے درمیان سے انسان کی بو آ رہی ہے۔ میری پاتال کی اس سلطنت پر انسان کے قدم یقیناً تم لوگوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ چاروں طرف بکھر جاؤ۔ اس انسان کا دل اور دماغ میری رات کی خوراک بننا چاہیئے۔ جاؤ تلاش کرو اور دفع ہو جاؤ۔ تمام غول کا غول عجیب قسم کی بولیاں بولتا ہوا بکھر گیا تب پاس کھڑے ہوئے چمگادڑ دیو نے جادوگر سے کہا کیا انسان میں یہ حکمت ہے کہ اس جادوگری کے اسرار میں آ کر زندہ بچ سکے۔ میرے خداوند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ضرور وہم ہو گیا ہے۔ جادوگر نے غصے سے کہا تم مجھے جھٹلا رہے ہو۔ لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں۔ امتحان لینا چاہتے ہو تو دیکھو اس نے اشارے سے ایک چڑیل کو اپنے پاس بلایا اور اپنے نشتر کے پنجوں سے اس کا پیٹ پھاڑ دیا جو خوف ناک چیخ مار کر فضا میں معلق ہو گئی تب جادوگر نے منتر پڑھ کر پیٹ پر پھونک ماری اس میں ماریا کا وجود اُبھر کر سامنے آ گیا۔ تب چمگادڑ دیو نے کہا میرے آقا مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ جادوگر نے ایک زوردار قہقہہ لگایا جو چمگادڑ دیو کے سر پر بیٹھی مادہ اُلو پھڑپھڑا کر ڈر کے مارے زمین پر آ گری۔ جادوگر نے چنے کے دانے کی طرح سے اُسے اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لیا اور کہا یہ پُراسرار لڑکی ہے جو تم لوگوں کو نظر نہیں آ سکتی۔ لیکن میرا جادو اسے دیکھ رہا ہے اب وہ بچ کر نہیں جا سکتی اس کا دل بہت مزیدار ہو گا اور دماغ بہت بڑا ہو گا۔ جس کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اب تم دفعہ ہو جاؤ۔ میں اس شکار کو خود شکار کروں گا۔ چمگادڑ دیو نے اپنے پر پھڑپھڑائے اور فضا میں آندھی پیدا کرتا ہوا آسمان پر اڑ گیا۔ اب ماریا اس طلسمی تلوار کی تلاش میں تھی۔ جو دو پہاڑیوں کے درمیان دلدل کے دریا میں ایک چبوترے پر زمین میں دھنسی کھڑی ہے

جس سے اس جادوگر کی موت ہو سکتی ہے۔ وہ چاروں طرف حیرت سے یہاں کے اسرار دیکھ کر حیران ہو رہی تھی کہ کیسے کیسے کمالات اس جادوگر نے یہاں کی دنیا بنانے میں صرف کئے ہیں۔ ماریا گھوم پھر کر طلسمی تلوار کی تلاش میں مصروف تھی کہ ایک بہت بڑا پرندہ شتر مرغ سے ملتا جلتا اُڑتا ہوا آیا اور ماریا کے بالوں کو اپنی چونچ میں لے کر اُڑ گیا ماریا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ شتر مرغ اسے اُڑتے ہوئے اسی اژدھے کے منہ میں لے کر اندر داخل ہو گیا وہ اسے اندر لا کر چھوڑ دیا۔ ماریا زمین پر زور سے گری۔ تب اس شتر مرغ نے اپنے پر زور سے پھڑپھڑائے اور جادوگر کا بھیس بدل لیا۔ اب اس کے سامنے شتر مرغ نہیں جادوگر کھڑا تھا جادوگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ خوب صورت لڑکی تم دوسروں کو نظر نہیں آ سکتی۔ لیکن میری جادوئی نگاہوں سے نہیں بچ سکتی۔ حسین لڑکیوں کے دل اور دماغ میری مرغوب غذا ہے۔ آج کی رات تم میری خوراک بنو گی۔ جادوگر نے قہقہہ لگایا اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ماریا کے گرد نا نظر آنے والا حصار کھڑا ہو گیا جسے چھو کر تو محسوس کیا جا سکتا تھا لیکن نظر نہیں آ رہا تھا۔ مگر ماریا اس حصار میں گرفتار ہو چکی تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گمشدہ صحرا کی تباہی

قافلہ بغیر کسی مزاحمت کے لاہوت اور ناگ کی قیادت میں آگے بڑھ رہا تھا۔ تا حدِ نگاہ ریت کا سمندر ہی پھیلا ہوا نظر آ رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا زندگی ختم ہو جائے گی۔ مگر سفر ختم نہیں ہو گا۔ جہاں کہیں رات ہوتی پڑاؤ ڈال دیا جاتا اور صحرائی جانوروں کا شکار کیا ہوا گوشت بھون کر کھایا جاتا یہ سفر کئی روز جاری رہا۔ لاہوت کو تشویش ہوئی اور اس نے ناگ سے کہا ذرا نقشہ دیکھو۔ ہم راستے سے بھٹک تو نہیں گئے۔ تب ناگ اور لاہوت نے نقشہ کا ایک دفعہ پھر بغور مشاہدہ کیا اور کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں لیکن سفر ہی کافی طویل ہے۔ اور یہ سفر اور بھی طوالت اختیار کرتا گیا۔ کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو رہی تھیں اور دُور دُور تک کسی آبادی یا نخلستان کا پتہ نہیں تھا۔ ہر فرد پریشان تھا۔ کیونکہ یہ سفر عام راستے سے ہٹ کر ہو رہا تھا۔ اس لئے کسی قافلے

کی امداد کا بھی سہارا نہ تھا۔ پھر ایسا صحرا جہاں میلوں آبادی کے آثار نہ ہوں اور پانی بھی نایاب ہو۔ وہاں جانوروں کا ملنا بھی بہت مشکل تھا۔ جبکہ شکار پر زیادہ انحصار تھا۔ ناگ کے علاوہ ہر فرد سوچ رہا تھا کہ اس وسیع العریض صحرا کی ریت ہی ان کا کفن بن جائے گی۔ شدید گرمی کے باعث دن کا سفر بھی ملتوی کرنا پڑ گیا تھا۔ دھوپ کی تمازت اور تپتی ہوئی ریت ان کے لئے دوزخ بن گئی تھی۔ وہ دن بھر خیموں کی آڑ میں پڑے رہتے اور رات بھر سفر کرتے۔ لیکن دن کے اجالے میں ایسا محسوس ہوتا کہ پھر وہیں ہیں۔ فاصلے سمٹنے کی بجائے پھیلتے ہی جا رہے تھے۔ پانی کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی اور سردار کا حکم تھا کہ پانی دن میں صرف دو تین مرتبہ ہی پیا جائے۔ اور چند گھونٹوں پر ہی صبر کر لیا جائے۔ پیاس سے بار برداری کے جانوروں کا بھی بُرا حال تھا اور وہ بھوک پیاس سے اتنے بدحال ہو رہے تھے کہ گرے پڑتے تھے۔ یہ ایسے پھنس گئے تھے کہ نہ تو واپس ہی جا سکتے تھے اور نہ ہی آگے بڑھنے کا حوصلہ باقی رہا تھا۔ اسی حالت میں چند روز اور سفر جاری رہا اور خورد و نوش کا سامان ختم ہو گیا۔ بھوک سے کئی جانور مر گئے۔ اب پیاس بجھانے کے لئے ڈاکو اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑوں کی پشت پر خنجر گھونپ دیتے۔ خون نکلتا تو منہ لگا دیتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جانور کمزوری اور بھوک سے مرنے شروع ہو گئے۔ جب بھی کوئی جانور گر پڑتا سردار کے حکم سے اس کا گوشت خوراک کے کام آجاتا۔ لیکن اب لاہوت یہ سوچ رہا تھا اگر چند دن یہی حال رہا تو باربرداری کا کام بھی انسانوں کو ہی کرنا پڑے گا اور پھر خزانہ کن پر لاد کر لائیں گے۔ اب کبھی کبھی اسے یہ خیال بھی آنے لگتا ہو سکتا ہے یہ تمام اسی خزانے کی وجہ سے ہو رہا ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو کوسنے لگتا اچھا بھلا راہزنی کا پیشہ چھوڑ کر اپنی بربادی کو آواز دی ہے اس پیشے کی وجہ سے وہ شہروں سے زیادہ دور نہ رہتے تھے اور پھر ضرورت کا ہر سامان قریبی آبادی سے خرید لیتے تھے۔ ہر دن عید اور ہر رات شب برات کی طرح گزر رہی تھی۔ لیکن یہ کیسا سفر ہے جس کا اختتام ہی نظر نہیں آتا۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے ساتھیوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔ یہ ضرور اسی بڈھے کاہن کی بددعا کا اثر ہے۔ جس کے سینے میں لاہوت نے اپنا خنجر اتار دیا تھا۔ وہ بار بار نقشے پر تلاش کرتا کہ شاید کہیں نزدیک ہی کسی آبادی کی نشان دہی کی گئی ہو۔ لیکن ہر بار مایوسی کے سوا کچھ حاصل

نہ ہوتا۔ گرمی سے اُن کا بُرا حشر ہو رہا تھا۔ آخر کئی روز کی بھوک اور پیاس کے بعد لاہوت نے سفر جاری رکھنے سے روک دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ ان حالات میں جبکہ نہ تو کھانے کو کچھ ہے اور نہ ہی پینے کو پانی کی ایک بوند ہے سفر جاری رکھنا خودکشی کے مترادف ہے۔ ظالم کو اس وقت خدا یاد آتا ہے جب وہ شکنجے میں پھنس جاتا ہے۔ یہی حال ان ڈاکوؤں کا تھا ایک ذرا سی بات پر انسان کو موت کے گھاٹ اتار دینا ان کے لئے ایک معمولی بات تھی۔ لیکن آج جب ان کی اپنی زندگیاں موت کی سرحد پر پہنچ گئی تھیں اُن کو شدت سے خدا یاد آ رہا تھا۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر رحم کی بھیک مانگ رہے تھے خود اپنے ظلم بھول چکے تھے۔ جبکہ خود ان کے قانون میں رحم نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اب بُرے کی رسّی جو کافی دراز ہو چکی تھی۔ کے سمٹنے کا وقت آن پہنچا تھا۔ موت ان کی زندگی کے دروازے پر دستک دے رہی تھی اور ہر ایک کو باری باری اپنے گناہ یاد آ رہے تھے۔ وہی لاہوت جو اپنے آپ کو موت کا دوسرا نام کہتا تھا موت کی دہلیز پر کھڑا رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔ پھر ایکا ایک ایک روز آندھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے آثار آسمان پر ظاہر ہوئے۔ جب گرمیوں میں آندھی آتی
ہے تو جانوروں کے غول کے غول پناہ لینے کے لئے ادھر
ادھر تک بھاگ گئے ہیں اور آندھی کے دوش پر ہزاروں پرندے
اڑ کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ لاہوت میں سب کے چہرے
پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر کے لئے
زندگی کی امید پر چہرے پر سرخی عود کر آئی اور اس نے
حکم دیا خیموں کے سامنے جال تان دیئے جائیں ان ہی جالوں
میں بھاگتے ہوئے جانور پھنس جاتے ہیں کیونکہ وہ صحرا کا
رہنے والا تھا اور اسے یقین تھا ایسا ضرور ہوگا۔ ان ہی
آندھیوں میں کئی قافلوں کا سامان بھی اڑ کر میلوں دور پہنچ
جاتا تھا۔ لہذا اس امید پر ساری حفاظتی تدبیریں کی گئیں۔
پھر ہوا میں زور پیدا ہوا اور یہی ہوائیں آندھی کی صورت
میں گرد و غبار کے بادلوں کی طرح آسمان پر چھا گئیں۔ زمین
پر اندھیرا چھا گیا۔ کیونکہ سورج بھی ان کے دبیز پردوں
میں منہ چھپا چکا تھا۔ دھوپ کی تمازت سے خشک گلے
ٹھنڈی ہوا سے تر ہو گئے اور پیاس کی شدت قدرے کم
ہو گئی۔ ڈاکوؤں نے اپنی قباؤں سے اپنے منہ ڈھانپ
لئے کہ گرد و غبار اور ریت سانس کے ساتھ اندر منہ میں
نہ جائے۔ خیموں کی بندشیں کھول دی گئیں اور ان کو اکٹھا

لیا اور ایک وقت [illegible] کے [illegible]
خوش تھے اور انہیں [illegible] امداد [illegible]
سے شکار جانور اور بہت سارا پانی کا ذخیرہ [illegible]
لاہوت نے سب کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور
سارے خیموں میں سے [illegible]
ظلم اور ڈاکہ زنی سے توبہ کی اور وعدہ [illegible]
بتایا زندگی کی [illegible]
[illegible]
نے بھی توبہ قبول کر لی [illegible]
[illegible]
کسی طرح کم نہیں۔ [illegible]
و ستم سے [illegible]
کر [illegible]
گزار دیں گے۔ [illegible]
کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
سے اپنا [illegible]
ایک طرف [illegible]
[illegible]

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کے اپنے لیے آڑ بنائی گئی۔ جانوروں کی رسیاں مضبوطی سے باندھ دی گئیں۔ اس لئے کہ جانور بدحواس ہو کر بھاگ نہ جائیں اور یہ طویل سفر تو زندگی بھر چلتے رہنے سے بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ آندھی زور شور سے چل رہی تھی اور تمام ڈاکو خیموں کے کپڑوں میں منہ چھپائے پڑے تھے۔ پھر وہی ہوا جس کی امید سردار لاہوت کو تھی۔ جانوروں کے غول کے غول طوفان کے ساتھ ساتھ بدحواس بھاگتے ہوئے تیزی سے آ رہے تھے۔ ان میں سے جو بھی ان خیموں وغیرہ کو آڑ سمجھ کر ادھر سے گزرے جال میں پھنستے چلے گئے۔ کئی گھنٹے یہ طوفان چلتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا زور کم ہوا اور پھر بالکل ختم ہو گیا۔ سب زندہ انسان خیموں کی آڑ سے نکل آئے اور ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ان کے جال میں بے شمار جانور آ پھنسے تھے۔ ریت میں دبے بیشمار تربوز ریت اوپر سے اُڑ جانے کی وجہ سے ریت کے ساتھ ہی اُڑتے ہوئے ان کے چاروں طرف بکھرے پڑے تھے۔ چند اونٹ جن پر مشکیزوں میں پانی تھا۔ کسی قافلے سے بچھڑ کر اِدھر اُدھر آوارہ گھوم رہے تھے۔ انہوں نے قریب ہی انسان دیکھے تو اپنے قافلے کے آدمی سمجھ کر خود ہی ان کے پاس آ گئے۔ جن کو فوراً ڈاکوؤں نے پکڑ

اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم اس میں برابر کے شریک ہو ناگ نے اس کا دل رکھنے کو اس کی بے پناہ تعریف کی۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس خزانے کو قیامت تک کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔ سفر ایک دفعہ پھر شروع ہو چکا تھا۔ کئی دنوں کے بعد ان کو دور سے آسمان پر چیلیں اڑتی نظر آئیں۔ سب خوش ہو گئے۔ کیونکہ پرندوں کا اڑنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ پاس ہی کوئی آبادی موجود ہے۔ سردار نے سب کو خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی ہدایت کر دی کہ خزانے کے متعلق کوئی بھی ذکر کسی سے نہ کیا جائے صرف پوچھنے پر یہی بتایا جائے کہ ان کا تجارتی سامان ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے اور وہ زندگیاں بچا کر بڑی مشکل سے یہاں پہنچے ہیں۔ پھر آبادی کے آثار دور سے نزدیک ہوتے گئے سردار اور ناگ نے نقشہ دیکھ کر مشورہ کیا یہ وہی آبادی ہے جس کا نقشے میں نشان موجود ہے۔ اب یہاں سے کس سمت سورج کے حساب سے چلنا ہے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت دیکھنا ہے۔ یہاں کے درختوں اور مکانوں کے سائے کس سمت ہیں۔ پھر اسی سمت سفر جاری رہتا ہے۔ سردار نے اور ضروری چند مشورے کئے اور نقشہ سمیٹ کر اپنے جبے کی جیب میں رکھ لیا۔ سورج میں تیزی آنے سے پسینے کی وجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس آبادی میں پہنچ گئے جو ایک نخلستان کے پاس کوئی پچاس ساٹھ خیموں پر مشتمل تھا۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کیونکہ صحرا کے لوگ بہت مہمان نواز ہوتے ہیں ان کے لئے فوراً تازہ گوشت، پنیر اور اونٹنیوں کے دودھ سے ان کی تواضع کی گئی۔ مہمان نوازی کے بعد ہی اس جگہ کے سردار نے ان سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے۔ جسے لاہوت نے سوچے سمجھے ہوئے پلان پر عمل کرتے ہوئے بتا دیا۔ پھر میزبانوں نے چند خیمے جن میں اونٹ اور بھیڑوں کی کھال کے فرش موجود تھے۔ ان کے آرام کے لئے خالی کر دیئے اور یہ لوگ لمبی تان کر سو گئے۔ تیسرے پہر یہ لوگ بیدار ہوئے۔ سب چشمے سے پانی لا کر نہائے۔ کیونکہ کئی روز سے بلکہ جب سے وہ نخلستان صبور سے روانہ ہوئے تھے یہاں تک نہانا کسی کو نصیب ہی نہ ہوا تھا۔ لہذا سب خوب نہائے۔ رات کے کھانے میں اونٹ کا گوشت، پنیر، بھیڑوں کا دودھ، کھجور، شہد ان کو کھانے میں ملا جسے سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ کھانے کے بعد ان کی قہوہ سے تواضع کی گئی۔ ان کے سردار نے بتایا کہ یہ قہوہ وہ خود کاشت کرتے ہیں جو صرف ان کی ایجاد ہے۔ یہاں ایک بوٹی پیدا ہوتی ہے اس کے بیج

ٹوٹ کر قہوے میں ملا دیئے جاتے ہیں جس سے قہوے میں نہایت عمدہ خوشبو پیدا ہوتی ہے اور ہلکا سا سرور بھی آ جاتا ہے۔ لاہوت کے آدمیوں کو یہ قہوہ اتنا پسند آیا کہ کئی کئی پیالیاں پی گئے۔ پھر وہ میزبانوں سے مختلف قسم کے کھیل کھیلنے میں مصروف ہو گئے اور مختلف خیموں میں نشست جما کر بیٹھ گئے۔ سردار لاہوت اور ناگ کو خاص طور پر یہاں کے سردار نے اپنے خیمے میں بلا لیا تھا۔ دونوں سردار شطرنج کھیلنے میں مصروف ہو گئے اور ناگ مستقبل کی سوچوں میں گم ہو گیا۔ جس میں ماریا اور عنبر کی یاد بھی شامل تھی۔ اسی دوران میں باہر لڑائی جھگڑے کی آوازیں آنے لگیں اور مقامی مہمانوں میں سے ایک آدمی کو پکڑ لائے جو ان کے ساتھ کسی بات میں الجھ پڑا اور غصہ میں اس کے منہ سے نکل گیا کہ وہ خزانے کی تلاش میں جا رہے ہیں۔ اس پر مقامی لوگوں نے مذاق اڑایا۔ اس آدمی نے کہا۔ اگر یقین نہ ہو تو لاہوت سردار سے پوچھ لو جس کے پاس خزانے کا نقشہ موجود ہے۔ لاہوت کو اپنے آدمی پر بہت غصہ آیا۔ لیکن اس نے ہنستے ہوئے اس بات کو ٹال دیا۔ لیکن مقامی سردار کو شک ہو گیا اور پھر یہ شک اس وقت یقین کی صورت اختیار کر گیا جب آدمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رات کو قہوہ کے سُرور میں لاہوت گہری نیند میں سو رہا تھا۔ ناگ رات میں کہیں باہر نکل گیا تھا۔ مقامی سردار نے لاہوت کے لباس کی تلاشی لی اور ہرن کی کھال پر بنا ہوا نقشہ نکال کر وہ واپس چلا گیا۔ صبح کے وقت سب بیدار ہوئے تو لاہوت نے عادت کے مطابق جیب میں ہاتھ ڈال کر نقشے کو ٹٹولا۔ لیکن وہ غائب تھا۔ اس نے پاس بیٹھے ناگ سے پوچھا۔ نقشہ تم نے تو نہیں نکالا لیکن ناگ نے کہا۔ مجھے بھلا اس کی کیا ضرورت ہے جب کہ وہ تمہارے پاس زیادہ محفوظ ہے۔ جب یہ دونوں باتیں کر رہے تھے خیمے کی دوسری طرف مقامی سردار بہت محظوظ ہو رہا تھا۔ لاہوت فکرمند ہو کر ناگ سے کہا۔ نقشہ چوری ہو گیا۔ ضرور یہاں کے مقامی آدمیوں کا کام ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو منع بھی کیا تھا کہ اس کا ذکر نہ کریں لیکن ان سور کے بچوں نے کھیل بگاڑ کر رکھ دیا اب شاید اس کے لئے ہمارے اور میزبانوں میں تلوار چل جائے ___ ناشتے پر بیٹھے لاہوت کو فکرمند دیکھ کر مقامی سردار نے کہا۔ شاید رات کی لڑائی کا آپ پر اب تک اثر ہے۔ لاہوت نے کہا نہیں سردار یہ بات نہیں مجھے کہتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ رات میرے لباس کی کسی نے

تلاشی لی ہے اور اس میں سے ایک خاص چیز نکال کر لے گیا ہے۔ مقامی سردار نے انجان بن کر کہا۔ محترم آپ میرے مہمان ہیں۔ ذرا کھل کر بیان کریں کونسی چیز چوری ہوئی ہے؟ تب لاہوت نے کہا۔ چند اشرفیاں تھیں۔ خیر چھوڑیں۔ لیکن سردار نے ایک اشرفیوں کی تھیلی اپنے پاس سے نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ میں شرمندہ ہوں۔ کہ میرے مہمان کی چوری ہوئی ہے۔ یہاں یہ پہلا واقعہ ہے جس کے لئے میں شرمندہ ہوں۔ اس کی سزا چور کو بعد میں مل جائے گی۔ فی الحال یہ اشرفیاں آپ کی نذر ہیں۔ لاہوت نے انکار کرتے ہوئے کہا۔ دراصل ہرن کی کھال پر خاندانی ایک تحریر لکیروں کی صورت میں محفوظ تھی وہ نہیں مل رہی۔ وہ میرے علاوہ کسی کے بھی کام کی چیز نہیں۔ آپ اپنے آدمیوں سے معلوم کرلیں وہ چمڑے کا ٹکڑا بھلا کسی کے کس کام آسکتا ہے۔ مقامی سردار دل ہی دل میں لاہوت کی حماقت پر ہنسا اور دل میں کہا بے وقوف اب اس خزانے پر میرا حق ہوگا جسے حاصل کرنے کے لئے تم نکلے ہو۔ لیکن بظاہر اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے آدمیوں سے سختی سے باز پرس کرے گا اور اگر وہ ہرن کی کھال کا ٹکڑا کسی نے بھی چرایا ہے تو ضرور واپس مل جائے گا۔ لاہوت نے کہا وہ مل جائے تو ہم آج ہی یہاں سے کوچ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مقامی سردار نے کہا مجھے افسوس ہے یہ ناخوشگوار واقعہ پیش آگیا۔ آپ چند یوم اور مجھے میزبانی کا شرف بخشتے تو مجھے خوشی ہوتی۔ لیکن لاہوت نے نہایت ہی روکھے انداز میں کہا۔ اگر وہ ٹکڑا نہ ملا تو شاید آپ کو ہمیشہ کے لیے میزبانی کا شرف بخشنا پڑے۔ مقامی سردار نے ہاتھوں میں اٹھاتے ہوئے کہا۔ اگر وہ اتنا ہی قیمتی ہے تو میں ابھی جاکر تفتیش کرتا ہوں آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو کسی قسم کی زحمت نہ کرنی پڑے گی۔ مقامی سردار نے ایک مقام پر اپنے تمام آدمیوں کو جمع کیا اور ان سے کہا اپنی تلواروں کی دھاریں تیز کرلو۔ مہمان کی نیت میں فتور معلوم ہوتا ہے اس معرکہ کے بعد میں اپنے بہادر سپاہیوں کو ایک بہت بڑی خوش خبری سناؤں گا۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ تم لوگ انہیں آسانی سے گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر پھینک دو۔ قبیلے کے تمام نوجوان آدمی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو حفاظت سے ایک خیمے میں اکٹھے کر دیا گیا۔ سردار لاہوت بھی اسی دوران میں اپنے نوجوانوں کو تیاری کا حکم دے چکا تھا۔ پھر سب کی نظریں گھوم کر سامنے اٹھ گئیں۔ مقامی سردار واپس آیا تو اس کے ہمراہ پچاس نوجوان ہتھیاروں سے مسلح تھے اور اسے یہ دیکھ کر حیرت

ہوئی کہ اس کے استقبال کے لئے تیس ڈاکو مقابلہ کرنے کے لئے بالکل تیار کھڑے تھے۔ تب سردار لاہوت نے نکل کر سامنے آتے ہوئے کہا۔ ہرن کی کھال کا ٹکڑا تمہارے لئے موت کا پیغام بن جائے گا۔ سردار اسے میرے حوالے کر دو۔ لیکن مقامی سردار نے جواب دیا۔ یہ خزانے کا نقشہ تمہاری ملکیت تو نہیں۔ جس دھوکے سے تم نے اسے حاصل کیا ہے اسی طریقہ کار کو میں نے اپناتے ہوئے تم سے چھین لیا ہے۔ اب اگر خیریت چاہتے ہو تو اپنی زندگیاں بچا کر یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔ وہ خزانہ اب ہمارے قبیلے کی ملکیت ہے۔ تب پہلی بار لاہوت نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔ سردار تم لاہوت اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہو۔ جیسے صحرا میں چلنے والی ہوا بھی نذرانہ دے کر گزرتی ہے۔ موت کا دوسرا نام لاہوت ہے لوگ مجھے صحرائی شیر سے یاد کرتے ہیں اور یہ میرے وہی ساتھی ہیں جن کی تجربہ کار تلواریں ہمیشہ خون میں ڈوبی رہتی ہیں۔ تم نے بھیڑوں کے غول کو چھیڑ کر اچھا نہیں کیا۔ اب انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ناگ تھوڑی دور کھڑا آرام سے لالچی انسانوں کا حشر دیکھنے کا منتظر تھا جن کی طرف موت دبے پاؤں بڑھ رہی تھی۔ پھر دونوں گروہوں میں مقابلہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شروع ہو گیا۔ لاہوت کے ساتھیوں کی تو عمر ہی اسی کام میں گزری تھی جبکہ مقامی لوگوں کو اتنا تجربہ شمشیر زنی کا نہ تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مقامی لوگوں کی تعداد کم ہونی شروع ہو گئی۔ میدان میں زخمی اور مرنے والوں کی چیخ و پکار کے ساتھ ساتھ ہتھیار ٹکرانے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ ہتھیار بڑھ چڑھ کر خون میں غسل کر رہے تھے اور نخلستان کی زمین انسانی خون سے لالہ زار ہو رہی تھی۔ عورتوں اور بچوں کے خیموں سے نالہ و شیون کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اب شمشیر دونوں سرداروں کے درمیان چل رہی تھی۔ مقامی سردار بلا شبہ طاقت میں بہت زیادہ تھا لیکن لاہوت ایک نہایت ہی ماہر شمشیر زن تھا اور اسی تجربے کی بنا پر وہ اس پر چھاتا رہا تھا۔ مقامی سردار نے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے صرف خون میں نہائے پانچ آدمی رہ گئے تھے اور بقایا کی لاشیں ریت کے بچھونے پر بکھری پڑی تھیں جبکہ بیس نوجوانوں کا حلقہ اس کے گرد تنگ ہو رہا تھا اور پھر ایک نہایت ہی لاہوت کا بچا تلا ہاتھ مقامی سردار کی زندگی کا خاتمہ کر گیا۔ سردار کے گرتے ہی بقایا صرف تین بچے ہوئے ساتھیوں نے اپنی تلواریں پھینک دیں۔ لاہوت نے مرتے ہوئے سردار کی تلاشی لے کر اس کے

جُبّے سے نقشہ نکال لیا۔ سردار نے مرتے ہوئے کہا میں نے لالچ کیا اور بے ایمانی کی اس کی سزا مجھے مل گئی ہے۔ خدا مجھے معاف کرے اور وہ ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ لاہوت نے اُن کے کہنے پر بقایا جوانوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو جان کی امان دی اور یہاں سے کوچ کر گئے۔ انہوں نے سورج کی روشنی میں درختوں کے سائے کی طرف رُخ کیا اور اس سفر پر آگے بڑھنے لگے۔ اب ان کے پاس کافی ذخیرہ خوراک اور پانی کا موجود تھا اور وہ منزلیں مارتے اپنے سفر کو مختصر بنانے میں مصروف تھے۔ کئی روز یہ سفر آرام سے جاری رہا اور پھر کوئی اور حادثہ رونما ہوا۔ سردار لاہوت بہت خوش تھا۔ اب انہیں تیسرے نشان کی جستجو تھی جسے نقشے میں دکھایا گیا تھا۔ یہ سوکھی ہوئی خودرو جھاڑیوں اور درختوں کا جنگل تھا جن کی بیشتر شکل مختلف قسم کے جانوروں سے مشابہ تھی۔ کچھ تیندوے کی طرح چند ایک بچھو کی طرح اور کئی اژدھے کی شکل کے تھے۔ اب تک تو وہ نشانیاں بالکل ٹھیک تھیں۔ اب تیسری نشانی کی تلاش تھی۔ وہ مطمئن تھے کہ وہ ٹھیک سمت میں سفر کر رہے ہیں اور آخر شب و روز کی مسافت کے بعد ان کو سورج کی پہلی کرن کی روشنی میں دور وہ جنگل دکھائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا جس کے درخت بلاشبہ جانوروں کی شکل سے مشابہت رکھتے تھے۔ سردار نے خیمے لگانے کی بجائے سب کو حکم دیا کہ ان پھیلی ہوئی جھاڑیوں کے درمیان ہی ڈیرہ لگا دیا جائے وہاں پہنچتے ہی سب تھکے ہوئے جانور اور آدمی ان درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان لیٹ گئے کئی ایک کی آنکھ بھی لگ گئی۔ سردار لاہوت بھی ایک درخت سے ٹیک لگائے اونگھنے لگا۔ صرف ناگ ہی تھا جو ان سے دُور ریت کے ایک ٹیلے کی اوٹ میں بیٹھا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اِن درختوں اور جھاڑیوں میں حرکت ہوئی اور بے ترتیب پھیلی ہوئی جھاڑیوں نے حرکت کرنی شروع کردی ان کی سمٹی ہوئی شاخیں پھیلنا شروع ہوگئیں اور اپنے پاس پڑے ہوئے انسانوں کو اپنی گرفت میں لینا شروع ہوگئیں۔ پھر چند ہی سیکنڈ گزرنے پر یہ جھاڑیاں ان کے جسموں کے گرد مضبوطی سے لپٹ گئیں۔ اِن کی گرفت میں آئے ہوئے آدمی چیخ اٹھے۔ جن کی آواز سن کر سارے ساتھی چونک اٹھے اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کئی جھاڑیوں اور درختوں نے ان کا خون پی لیا۔ بقایا ساتھی فوراً ان سے ہٹ کر دُور ہوگئے اور پھر اُن کے سامنے اپنے کئی ساتھیوں کے ڈھانچے پڑے تھے ان خونی آدم

خور درختوں نے خون کے ساتھ ساتھ ان کے جسم کا گوشت تک نگل لیا تھا۔ لاہوت کو اپنے ساتھیوں کی گھٹتی ہوئی تعداد کا بے حد ملال تھا۔ کیونکہ خزانہ لانے کے لئے اسے ساتھیوں کی ضرورت تھی۔ بار برداری کے جانور تو اس نے کافی جمع کر لئے تھے۔ تب اس نے ناگ سے کہا۔ تم کافی سمجھ دار ہو۔ ذرا نقشہ دیکھ کر بتاؤ اب خزانہ کتنی دُور رہ گیا ہے۔ ناگ نے دل ہی دل میں ہنستے ہوئے کہا فکر نہ کرو سردار دولت حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دینی ہی پڑتی ہیں۔ اب ہمیں بہت زیادہ دُور نہیں جانا پڑے گا۔ کیونکہ یہ تیسری نشانی ہے۔ یہاں تک ہم ٹھیک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہمیں ان آدم خور درختوں سے جنوب کی طرف سفر کرنا ہے اُس کے بعد آخری نشانی آئے گی جہاں مٹی ملے ریت کے ایک بہت بڑے ٹیلے سے ایک چشمہ پھوٹ کر بہہ رہا ہے اور پانی نہر کی صورت میں دوسرے ٹیلے کے دامن میں کہیں زمین کے دامن میں جاکر گم ہو جاتا ہے۔ یہاں پانی کی وجہ سے آبادی تو کوئی نہیں لیکن کھجوروں کے درخت کافی ہیں جن کے لمبے لمبے پتوں نے ان کے سر پر چھتریاں سی تان رکھی ہیں اور جن میں کھجوروں کے گچھے کافی تعداد میں لٹک رہے ہیں۔ جن میں بیشتر درختوں پر شہد کی مکھیوں نے چھتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بتا رکھے ہیں۔ لاہوت نے حیران ہو کر کہا۔ تم تو ایسی باتیں کر رہے ہو جیسے یہ سب کچھ تمہارا دیکھا ہوا ہے۔ تب تاگ نے کہا۔ سردار مجھے خواب میں یہ سب کچھ دکھایا جا چکا ہے۔ لاہوت نے کہا۔ تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ آندھی کے طوفان میں جب ہم سب بچھڑ گئے تھے میں ایک ریت کے ٹیلے میں دب گیا تھا۔ وہاں پر میں نے خزانے کے اندر کا کچھ حصہ خواب میں دیکھا تھا جو بڑا حیران کن تھا جس میں کئی ہزار سال کے مرے ہوئے فرعونوں کو زندہ حالت میں دیکھا اور ان کے کاہنوں کو بھی۔ اگر وہ منظر ٹھیک ثابت ہوا تو خدا جانے ہمارا کیا حشر ہوگا۔ میں نے وہاں ان لوگوں کے ڈھانچے بھی دیکھے تھے جو مختلف وقتوں میں وہاں گئے اور پھر زندہ واپس نہ آ سکے اور ان کے ڈھانچے چاروں طرف بکھرے پڑے تھے۔ تاگ نے کہا۔ اگر سب کی نیت صاف رہی تو ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ لیکن اگر کسی کی نیت میں فتور آ گیا تو موت یقینی ہے۔ لاہوت نے کہا۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ دولت ایسی چیز ہے جس کا لالچ انسان کو شیطان بنا دیتا ہے۔ تم نے اس کا تجربہ کر لیا ہے۔ وہ نخلستان والے کتنے مہمان نواز تھے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ وہ راہِ راست پر آ جائیں اور

نقشہ واپس کر دیں۔ لیکن خزانے کے نام پر وہ قتل کرنے کو تیار ہو گئے اور جو نیکیاں انہوں نے مہمان نوازی کر کے حاصل کی تھیں انہیں ضائع کر دیا۔ ان کی بربادی پر مجھے ہمیشہ ملال رہے گا۔ وہ خزانے کے لالچ میں سفر کرتے رہے۔ کئی راتیں اور کئی دن کی مسافت کے بعد بھی میں کوئی بھی واقعہ پیش نہیں آیا وہ اس مقام پر خیریت سے پہنچ گئے۔ یہاں ایک ٹیلے سے چشمہ پھوٹ رہا تھا اور اس کا پانی نہر کی صورت میں اکٹھا ہو کر دوسرے ٹیلے کے دامن میں زمین میں گم ہو رہا تھا۔ انہوں نے پانی کا ذخیرہ پھر جمع کیا۔ نہا دھو کر اپنی تھکن کو دور کیا اور سستانے کے لئے کھجور کے درختوں کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک منچلے نے ایک نیچی کھجور سے ایک کھجور توڑنا چاہی تو درخت اپنے آپ اونچا ہو گیا اور آواز آئی میرا پھل انسانوں کے لئے ہے درندوں کے لئے نہیں۔ سب آواز سن کر حیران رہ گئے اور اس طرف متوجہ ہو گئے۔ لیکن درخت اب خاموش ہو چکا تھا۔ پھر سردار لاہوت نے ان ٹیلوں کو چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ ایک طرف ایک سِل نصب تھی جس پر یہ تحریر تھا۔ اے ابن آدم اگر تو اس زمین پر پہنچ جائے تو یہاں کی ان نعمتوں کو استعمال کرنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا حق صرف اُسے ہے۔ نمبر۱: جو توکل کرتا ہے۔ نمبر۲: جس کا ایمان پختہ ہے۔ نمبر۳: جس میں حرص و ہوس نام کی کوئی چیز نہیں۔ نمبر۴: جو اپنے اللہ کو واحد و لاشریک سمجھ کر اس کی عبادت کرتا ہے۔ نمبر۵: جو خدا کے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ اے ابنِ آدم اگر تجھ میں یہ ساری خوبیاں موجود ہیں تو میرا دامن تیرے لئے حاضر ہے، یہاں کی نعمتیں تیری تواضع کے لئے موجود ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی خوبی تیرے اندر موجود نہیں تو یہاں سے چلا جا۔ اگر تو کسی چیز کو بھی تصرف میں لایا تو تیری بربادی کا سامان پیدا ہو جائے گا۔ حیران نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خدا کی سب نعمتیں ہونے کے باوجود کوئی آبادی نہیں۔ لاہوت نے پریشان ہو کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا جتنی خوشی یہاں آ کر ہوئی تھی اتنا ہی رنج اب ہو رہا ہے۔ ہم نے یہاں کے پانی کو ذخیرہ بھی کیا ہے اور نہا کر ضائع بھی۔ افسوس میں پہلے یہ تختی پڑھ لیتا۔ ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے پہلا تمام پانی جو کئی دنوں سے ہمارے پاس تھا ضائع کر کے یہاں سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی ذخیرہ کر لیا۔ اب اسے واپس بھی نہیں لوٹا سکتے کیونکہ پہلا پانی تو ضائع ہو گیا اور اس تختی پر لکھی ہوئی ایک صفت بھی ہم میں موجود نہیں۔ ایسا نہ ہو ہم ان دیکھی کسی

آفت کا شکار ہو جائیں۔ ناگ نے کہا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ پانی ہم واپس نہیں کر سکتے۔ دوسری چیزوں کو ہم نے ہاتھ نہیں لگایا۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ بہرحال ہم ایک نہایت مشکل مہم پر نکلے ہیں۔ خزانہ حاصل کرنے تک تو نہ جانے کتنے حادثات پیش آئیں گے۔ ہمیں ہمت سے کام لینا چاہئے۔ لاہوت نے کہا۔ کیوں نہ ہم اس جگہ کو جلد از جلد چھوڑ کر چلے جائیں۔ ناگ نے کہا۔ اپنے آدمیوں سے پوچھ لیں جو کئی دن کے سفر کے تھکے ہوئے ہیں اور انہیں ایک ایسی جگہ نصیب ہو گئی ہے جہاں ٹھنڈی چھاؤں اور ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ بہتا ہے، جہاں کے درختوں پہ بہتات سے پھل اُگے ہوئے ہیں۔ لاہوت نے اپنے آدمیوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس تختی کو وہم قرار دے کر آرام کئے بغیر آگے بڑھنے سے انکار کر دیا جس پر سردار بھی مجبوراً خاموش ہو گیا۔ اس لئے کہ اس مہم میں جہاں قدم قدم پر موت ان کے ساتھ چل رہی ہے۔ سب ساتھی ایک سے ہیں کوئی سردار اور کوئی محکوم نہیں اور پھر خزانے میں بھی سب برابر کے شریک ہیں۔ لیکن سردار کا دل کہہ رہا تھا جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے حق میں اچھا نہیں۔ وہ سب آرام کرتے کرتے نیند کی آغوش میں کھو گئے۔ صرف ناگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھاگ رہا تھا اور لاہوت کی نیند بھی اُڑ چکی تھی۔ یکایک زمین ہلنے لگی اور چاروں طرف سے ایسی ڈراؤنی آوازیں آنے لگیں جیسے ہزاروں آوارہ روحیں مل کر چیخ و پکار کر رہی ہوں یا پھر جیسے بلندی سے پہاڑ کے بڑے بڑے پتھر زمین کی طرف لڑھکا دیئے گئے ہوں۔ یہ آوازیں آہستہ آہستہ کم ہوئیں۔ یہاں سب لوگ جاگ گئے تھے اور ان کی سٹی گم ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے بہادروں کے دل ان آوازوں نے دہلا کر رکھ دیئے تھے اور سب ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے تھے کہ یہ جگہ نہ چھوڑنے پر کس کس نے سردار کی حکم عدولی کی تھی۔ پھر ایک ندا آئی۔ جیسے بڑے بڑے پہاڑوں میں کوئی آواز گونج گئی ہو۔ اے ابنِ آدم تونے میری حکم عدولی کی ہے۔ لعب و لالچ کے بندے ہو کر انتہائی گنہگار ہو کر بھی تم لوگوں نے اپنے ناپاک قدم اس پاک زمین رکھے ہیں جس کی ایک ایک انچ زمین پر میرے سجدوں کے نشان ہیں۔ اے انسان کے دشمن لوگوں خدا کا غضب تم پر ضرور نازل ہوگا اور تمہیں سزا ضرور ملے گی۔ سب کانپ کر رہ گئے۔

پھر کیا ہُوا یہ جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۳

"کھنڈرات کی بدروحیں" پڑھیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موت کے تعاقب کی

عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پراسرار اور سنسنی خیز داستان

مصنف: اے حمید

۱	لاش سے ملاقات	۴/-
۲	جہاز ڈوب گیا	۴/-
۳	مندر کی چڑیل	۴/-
۴	پُراسرار غار کی مورتی	۴/-
۵	ناگ لندن میں	۴/-
۶	تابوت میں سانپ	۴/-
۷	موت کا دریا	۴/-
۸	سانپ کا انتقام	۴/-
۹	سانپ کی آواز	۴/-
۱۰	ناگ کا قتل	۴/-
۱۱	شاہ بلوط کا خزانہ	۴/-
۱۲	پتھر کا ہاتھ	۴/-
۱۳	طوفانی سمندر کا بھوت	۴/-
۱۴	ڈائنا سورس کا جزیرہ	۴/-
۱۵	سیاہ پوش سایہ	۴/-
۱۶	اِتفاقی بلی	۴/-
۱۷	سانپوں کا جنگل	۴/-
۱۸	ماریا اور بن مانس	۴/-
۱۹	قبر نما انسان	۴/-
۲۰	لکشمی دیوی کا انتقام	۴/-
۲۱	ناگ اور جادوئی ترشول	۴/-
۲۲	ناگ عنبر مقابلہ	۴/-
۲۳	لاش کی چیخ	۴/-
۲۴	آسیب کی رات	۴/-
۲۵	ننانوے سیڑھیوں کا راز (خاص نمبر)	
۲۶	عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں	
۲۷	ماریا اور جادوگر سانپ	۴/-
۲۸	نقلی ناگ کی سازش	۴/-
۲۹	بابل کی بدروحیں	۴/-
۳۰	قبر کی دلہن	۴/-

ناشر: مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk